Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

مرتّبہ

علی محمدؐ اجمیری

بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ مُطابق ماہِ دسمبر ۱۹۴۱ء

ماہِ فتح ۱۳۲۰ ہش

جلد ۴۰ عدد ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ۱۹۰۲ء

میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرونِ ہند چار روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونیکے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کے امتیازی مسائل

(از جناب ملک محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل)

ایک ربع صدی گذر چکی ہے جبکہ غیر مبایعین نے جماعت احمدیہ سے الگ ہو کر لاہور میں اپنی ایک علیحدہ انجمن قائم کی۔ اس اختلاف کا آغاز بظاہر صرف مسئلہ خلافت سے ہوا تھا لیکن آہستہ آہستہ اختلاف کی یہ خلیج اتنی وسیع ہو گئی کہ آج غیر مبایعین احمدیت کے بہت سے امتیازی مسائل کو ترک کر چکے ہیں۔ اس مضمون میں ان سب مسائل کے متعلق الگ الگ دلائل دے کر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن عقائد کو امتیازی رنگ میں اپنی جماعت میں قائم فرمایا تھا۔ جماعت احمدیہ آج بھی ان پر پورے طور پر کاربند ہے، لیکن غیر مبایعین نے انہیں ترک کر دیا۔ احمدیت کے یہ امتیازی مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت۔

۲۔ مسئلہ خلافت۔

۳۔ مسئلہ کفر و اسلام۔

۴۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت۔

۵۔ مسئلہ رشتہ و ناطہ۔

۶۔ مسئلہ جنازہ غیر احمدیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوّت

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنّت چلی آئی ہے کہ اہل دُنیا کی رہبری اور رہنمائی کے لئے ہر زمانہ میں وہ اپنے برگزیدہ رسول مبعوث فرماتا ہے تا لوگ اس یگانہ خدا کی خوشنودی اور رضا کو حاصل کرنے کیلئے صحیح راستہ معلوم کرلیں۔ اور پھر اس پر گامزن ہو کہ دائمی نجات اور ابدی حیات کو حاصل کریں۔ یہی وہ حقیقی مقصد ہے جس کی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ کے مامور دنیا میں آتے ہیں۔ اور اسی اصل کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (روم - ۵) یعنی دنیا میں جب فساد برپا ہو جاتا ہے خالق اور مخلوق کے درمیان دوری واقع ہو جاتی ہے اور گناہوں کی کثرت کی وجہ سے انسانی قلوب حقوق اللہ اور حقوق العباد سے غافل اور لاپرواہ ہو جاتے ہیں تو ایسے فساد کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اصلاح خلق کی خاطر اپنے کسی برگزیدہ رسول کو مبعوث فرماتا ہے جس کے ذریعہ سے دنیا میں ایک نیا روحانی نظام قائم ہوتا ہے اور خالق اور مخلوق کا باہمی تعلق نئے طور سے قائم ہوتا ہے اسی مقصد کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں عین ضرورت کے وقت مبعوث فرمایا۔ تاکہ آپ اس فسادِ عظیم کے زمانہ میں ارشادِ الٰہی کے ماتحت لوگوں کو اس راستہ سے آگاہ کریں جس پر چلکر وہ اپنے خدا کی رضا کو حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مَیں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہ صرف یہ کہ مَیں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانے نے مجھے بلایا ہے۔" (پیغام صلح صفحہ ۲۴)

ہمارے غیر مبائع اور غیر احمدی اصحاب کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد نبوّت کا دروازہ پورے طور سے بند ہو چکا ہے۔ اور اب کوئی شخص نبوّت کے مقام کو حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن در اصل یہ ساری غلطی اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید اور احادیث صحیح رنگ میں غور نہیں کیا۔ اگر وہ حقیقی لحاظ سے ان میں غور کرتے تو ان پر یہ حقیقت صاف طور پر منکشف ہو جاتی کہ نبوّت کی موٹے طور پر دو قسمیں ہیں۔ ایک تشریعی نبوّت جس کے ساتھ شریعت اور کتاب ہوتی ہے اور دوسری غیر تشریعی نبوّت۔ اس میں کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نئی کتاب یا جدید شریعت نہیں ہوتی۔ بلکہ پہلی قائم شدہ شریعت پر ہی لوگوں کو عمل کرانا ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید اور حدیث شریف نے جس نبوت کو ممتنع قرار دیا ہے وہ تشریعی نبوت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید جیسی کامل اور عالمگیر کتاب کے بعد کسی جدید شریعت کی قطعاً کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لیکن نبوت کی دوسری قسم جو غیر تشریعی نبوت کہلاتی ہے اسے ہرگز بند نہیں کیا گیا بلکہ اس کے جاری ہونے کے متعلق قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں جابجا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بعض دلائل درج ذیل ہیں:-

قرآن مجید سے سلسلہ نبوت کے جاری ہونے کا ثبوت

۱- يَا بَنِيٓ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (اعراف-۴) کہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہیں میں سے میرے رسول آئینگے اور وہ تمہیں میری آیات پڑھکر سنائیں گے تو اس وقت جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا اور اصلاح کریگا تو ایسے لوگوں پر کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تمام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آئندہ زمانہ میں بھی میرے رسول تمہارے پاس آئینگے تم ان کا انکار نہ کرنا بلکہ ان پر ایمان لاکر میری رضا کو حاصل کرنا اس طور پر تمہارے خوف اور حزن دور ہونگے۔

بعض لوگ اس آیت کے متعلق یہ عذر پیش کیا کرتے ہیں کہ اس آیت میں "یا بنی آدم" کے الفاظ آئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے لوگ ہیں۔ لیکن ان کی یہ توجیہہ بالکل غلط ہے کیونکہ بنی آدم میں تو سب لوگ شامل ہیں، خواہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوں یا بعد میں۔ علاوہ ازیں اس آیت سے پہلے يَا بَنِيٓ آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ کے الفاظ آچکے ہیں (اعراف-۳) کہ اے بنی آدم! تم مسجد میں اپنی زینت کو قائم رکھا کرو۔ ان الفاظ سے صراحتہً معلوم ہوتا ہے کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ پس یہ کہنا کسی طرح بھی درست نہیں، ہوسکتا۔ کہ یا بنی آدم کا خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے لوگوں کے لئے ہے اور بعد میں آنے والے لوگ اس جگہ مراد نہیں۔ ہمارے بیان کردہ معنوں کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی مشہور تفسیر میں لکھا ہے "فانه خطاب لاهل ذالك الزمان ولكل من بعدهم"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(تفسیر اتقان جلد ۲) کہ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ والی آیت میں جو خطاب ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور آپ کے بعد آنیوالے تمام لوگوں کے لئے ہے۔ غرض اس آیت پر غور کرنے سے یہ بات صاف طور پر ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

۲۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت کے جاری ہونیکی دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝ (نساء - ۹) کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کرتے ہیں وہ منعم علیہ گروہ میں شامل ہوجائیں گے جو نبی ہیں، صدیق ہیں۔ شہید ہیں اور صالح ہیں اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہوں گے۔ اس آیت میں بڑی وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے انعامات مقرر فرمائے ہیں۔ نبوت کا انعام۔ صدیقیت کا انعام۔ شہادت کا انعام اور صالحیت کا انعام۔ اور یہ درجات اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کرنے سے انسان حاصل کر سکتا ہے۔ اس جگہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ فخر اور شرف صرف ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو ہی حاصل ہے کہ آپ کی شاگردی اور کامل اطاعت سے انسان نبوت جیسے اعلیٰ اور عظیم الشان انعام کو حاصل کر سکتا ہے۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کو یہ بات حاصل نہ تھی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں دوسرے انبیاء کی پیروی کا ذکر کیا ہے، وہاں پر نبوت کے درجہ کا ذکر نہیں کیا۔ دوسرے درجات صدیقیت اور شہادت کا ذکر کیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ (الحدید - ۲) کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پہلے رسولوں کی پیروی کی، اور ان پر ایمان لائے انہیں اللہ نے صدیق اور شہید بنایا۔ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیروی انسان کو زیادہ سے زیادہ صدیق بنا سکتی ہے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی سے اللہ تعالیٰ نبوت کے مقام تک انسان کو پہونچا دیتا ہے۔

۳۔ سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ دعا سکھلاتا ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ۔ کہ اے ہمارے رب تو ہمیں اس سیدھے راستہ کی ہدایت فرما جو تیرے پہلے انعام یافتہ بندوں کا راستہ ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں تاکید فرماتا ہے، کہ اے میرے بندو! تم میرے دربار میں آؤ۔ اور یہ دعا مانگو، کہ اے خدا ہمیں وہ سارے انعامات عطا کر جو تو نے پہلے لوگوں پر کئے ہیں۔ اور قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو بڑے انعامات نبوت اور حکومت ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ اُذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا۔ (مائدہ۔۴) یعنے اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کو یاد کرو، کہ اس نے تمہیں نبوت اور بادشاہت کی نعمت سے نوازا۔ اس میں بتایا گیا ہے، کہ پہلے لوگوں پر خدا تعالیٰ کی دو بڑی نعمتیں نبوت اور بادشاہت کی تھیں۔ اور سورۃ فاتحہ میں ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ ہم اس کے دربار میں حاضر ہو کر یہ دعا مانگیں کہ اے خدا ہمیں وہ ساری نعمتیں عطا فرما جو پہلے لوگوں پر تُو نے کی تھیں جو نبوت اور بادشاہت کی نعمت تھی۔ تو اس دعا کے سکھلانے سے یہ بات بالبداہت ثابت ہو گئی کہ اس امت میں یہ دونوں انعام اب بھی جاری ہیں۔ نبوت کا انعام بھی اور بادشاہت کا انعام بھی۔ ورنہ اگر یہ خیال کیا جائے کہ نبوت کا انعام اب بالکل بند ہو گیا ہے تو اس سے اللہ تعالےٰ پر یہ اعتراض پیدا ہو گا کہ اس نے ہمیں ایسی چیز مانگنے کے لئے کہا جس کے دینے سے اس نے پہلے سے انکار کیا ہوا ہے۔ اور یہ بات اس کی شانِ الوہیت کے سراسر خلاف ہے کہ وہ ہمیں خود ہی ایک چیز مانگنے کے لئے کہے مگر عطا نہ کرے۔ دنیا میں ایک معمولی اخلاق کا آدمی بھی اس بات کو معیوب خیال کرتا ہے کہ وہ ایک سائل کو پہلے ایک چیز مانگنے کے لئے کہے اور جب وہ مانگے تو اس کے دینے سے انکار کر دے۔ پس خدا تعالیٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کی طرف ایسی بات منسوب کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ غرض اس آیت سے یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ جس طرح امتِ محمدیہ سے پہلی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور بادشاہت کے انعام سے نوازا تھا، اور انمیں یہ دونوں سلسلے قائم کئے تھے اسی طرح آج اس خیر امت میں بھی یہ دونوں نعمتیں ضرور جاری ہونگی۔

وُہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم　　اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے کرتا ہے پیار

۴۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَ اِذْ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابْتَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ۔ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۰ (البقرہ - ۱۵) کہ جب حضرت ابراہیم کا ان کے ربّ نے بعض باتوں میں امتحان لیا۔ تو ابراہیمؑ نے ان باتوں کو پورا کر دکھایا۔ اس پر خوش ہو کر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے ابراہیم! مَیں تجھے لوگوں کا امام یعنی نبی بناتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب میری اولاد پر بھی یہ انعام ہوگا۔ اللہ نے فرمایا۔ ہاں لیکن جو ظالم ہونگے ان کے متعلق میرا یہ عہد نہیں ہے۔ اس آیت میں امامت سے مراد نبوت ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آئندہ نسل کو عطا کی گئی۔ اب غور فرمائیں کہ اس آیت میں کتنی وضاحت سے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں سلسلہ نبوت جاری رہے گا ہاں وہ لوگ جو ظالم ہو جائیں گے، ان کو یہ نعمت نہیں ملے گی اور ان کے ظالم بن جانے کی وجہ سے سزا کے طور پر وہ اس نعمت سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تو یہ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ امتِ ابراہیمؑ میں سے اس وقت تک نبی مبعوث کرتا رہے گا جب تک یہ خود ظالم بن کر اپنے آپ کو اس نعمت سے محروم نہ کرلیں۔ لیکن ہمارے غیر مبائع اور غیر احمدی بھائی ایک طرف تو یہ تسلیم کرتے ہیں، کہ یہ امت خیر امت ہے اور دوسری طرف اس بات کے بالکل اُلٹ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس امت میں اب سلسلہ نبوت کلّی طور پر بند ہے اور کوئی نبی اس میں نہیں آسکتا۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کا ارشاد یہ ہے کہ نبوت کے انعام سے وہ لوگ محروم ہونگے جو ظالم ہونگے۔ گویا دوسرے الفاظ میں غیر مبایعین اور غیر احمدیوں کے نزدیک یہ امت ایک ظالم امت بن چکی ہے جس کی سزا میں اللہ تعالےٰ نے اس سے نبوت کی نعمت کو چھین لیا ہے۔ لیکن ایسا خیال بالبداہت باطل ہے حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا تھا، اس کے مطابق آج بھی نبوت اور امامت کا انعام اس امت میں جاری ہے۔ اور جو لوگ اس امامت اور نبوت کی شناخت نہیں کرتے، وہ یقیناً اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔

حدیث شریف سے سلسلہ نبوت کے جاری ہونے کا ثبوت

قرآن مجید سے اس بات کو ثابت کرنے کے بعد کہ اللہ تعالےٰ نے امتِ محمدیہ کو نبوت کے انعام سے محروم نہیں کیا بلکہ جس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرح پہلی امتوں پر یہ انعام کیا تھا، اس کی یہ بخشش اس زمانہ میں بھی جاری ہے۔ اب حدیث شریف سے اس بات کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ آپ کی امت میں جاری ہے۔

۱- حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ایک مسیح کی آمد کی خوشخبری دی ہے اور اس کے متعلق آپ نے اپنی صحیح حدیث میں یہ فرمایا ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہوگا، چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں مسیح موعود کو چار دفعہ نبی اللہ کے الفاظ سے پکارا گیا ہے جیسا کہ فرمایا "یحصر نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ ..... فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ ..... ثم یھبط نبی اللہ ..... فیرغب نبی اللہ۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ باب ذکر الدجال) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک فرمان کے بعد کسی بھی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ جس حالت میں سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہکر پکارتے ہیں اور ایک دفعہ نہیں بلکہ چار دفعہ نبی اللہ کے الفاظ فرماتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں مسیح موعود کی نبوت میں شک کرنا کسی سچے مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا۔ اور جب مسیح موعود کا نبی ہونا ثابت ہوگیا تو یہ بات خود بخود واضح ہوگئی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے۔

۲- عن ابن عبّاسٍ قال لمّا مات ابراھیمُ ابنُ رسولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم وقال انّ لہٗ مرضعًا فی الجنّۃِ ولو عاش لکان صدّیقًا نبیًّا (سنن ابن ماجہ جلد ۱ کتاب الجنائز)۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا، تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ جنت میں اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی عورت ہے اور اگر یہ زندہ رہتا یعنی چھوٹی عمر میں ہی فوت نہ ہوجاتا تو یہ ضرور راستباز نبی ہوتا۔ جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے سلسلہ کو بند قرار دیتے ہیں ان کے لئے یہ حدیث بڑی توجہ کے قابل ہے۔ کیونکہ صاحبزادہ ابراہیم کی وفات آیت خاتم النبیین کے نزول کے چار سال بعد ہوئی ہے اور اس موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں، کہ اگر میرا یہ بیٹا زندہ رہتا تو یہ ضرور نبی بنتا۔ ان الفاظ سے یہ بات بڑی وضاحت سے ثابت ہوتی ہے کہ صاحبزادہ ابراہیم کے نبی بننے میں اگر کوئی چیز روک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنی ہے تو وہ ان کی وفات ہے۔ اور کوئی وجہ اس میں مانع نہ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ پر خوب غور کریں اور بار بار غور کریں۔ آپ فرماتے ہیں اگر میرا یہ بیٹا زندہ رہتا اور چھوٹی عمر میں ہی فوت نہ ہو جاتا تو یہ ضرور نبی ہوتا۔ کیا یہ الفاظ اور یہ اسلوب بیان سلسلہ نبوت کی نفی کرتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ حضور کے یہ الفاظ تو ایسے خیال کو دُور سے دھکے دے رہے ہیں اور اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ آپ کے بعد نبی ہو سکتا ہے۔

اگر نبوت کا سلسلہ بند ہوتا تو آپ یہ الفاظ فرماتے کہ میرا یہ بیٹا اگر زندہ بھی رہتا تو نبی نہ ہو سکتا۔ ایسی صورت میں ہم یہ بات تسلیم کر لیتے کہ چونکہ نبوت کا انعام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہو گیا ہے اس لئے اگر آپ کا بیٹا زندہ بھی رہتا تو وہ نبی نہ بنتا۔ مگر آپ یہ الفاظ نہیں فرماتے بلکہ ایسے الفاظ فرماتے ہیں جن سے واضح طور پر نبوت کا امکان ثابت ہوتا ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی لائق ہونہار طالب علم کی وفات پر اس کا باپ یہ کہے کہ اگر میرا یہ بیٹا زندہ رہتا، تو ضرور ایم۔ اے ہو جاتا۔ اب اس کلام کا نتیجہ درست طور پر یہی نکلیگا کہ چونکہ وہ لڑکا فوت ہو گیا ہے اس لئے ایم۔ اے نہیں بن سکا۔ یہ نتیجہ کبھی نہیں نکلے گا کہ اس طالب علم کی وفات کی وجہ سے ایم۔ اے کی ڈگری بند ہو گئی ہے۔ اور اب اس کے بعد کوئی شخص ایم۔ اے نہیں بن سکے گا۔ بعینہٖ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر یہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میرا یہ بیٹا زندہ رہتا تو نبی بن جاتا۔ جس کا نتیجہ بالکل عیاں ہے کہ وہ لڑکا وفات کی وجہ سے نبی نہیں ہو سکا۔ یہ نتیجہ ہرگز درست نہیں ہو سکتا کہ اس کی وفات کی وجہ سے نبوت کے انعام کو بند کر دیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَبُو بَكْرٍ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيٌّ (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صلہ) کہ ابوبکر اس امت میں سب آدمیوں سے افضل ہے سوائے اس شخص کے جو اس امت میں سے نبی ہو۔ اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت کلّی طور پر مسدود نہیں ہے۔ اگر کسی نبی کا آنا محال ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صرف یہی فرماتے کہ اس امت میں ابوبکرؓ سب آدمیوں سے افضل ہے مگر حضور اس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک استثناء فرماتے ہیں کہ اس امت میں اگر کوئی نبی ہو تو اس سے ابوبکرؓ افضل نہیں ہیں جس سے ظاہر ہے کہ امت میں نبی کا آنا ممکن ہے محال اور ممتنع نہیں۔

قرآن مجید اور حدیث شریف سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے جو آپ کی امت میں سے ہو آپ کی تعلیم پر چلنے والا اور آپ کی کامل اطاعت کرنیوالا ہو بلکہ آنیوالے مسیح کے متعلق سردار انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنا یہ فرمان ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا تو اس قدر ثبوت کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن تاہم جب عقلی لحاظ سے اس مسئلہ پر غور کیا جائے تو اس سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نبوت کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے بند نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ نبوت خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک انعام اور رحمت ہے اور جس طرح بیماروں کے لئے ڈاکٹروں اور حکیموں کی ہر زمانہ میں ضرورت ہے اسی طرح انسانی کی روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے روحانی طبیبوں کی ہر زمانہ میں ضرورت ہے کوئی وجہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلی امتوں پر تو خدا تعالیٰ کا یہ انعام اور فیضان جاری رہا۔ مگر بعد میں آنے والے لوگ اس انعام الٰہی سے بلاوجہ محروم کر دیئے گئے۔ اسی طرح اس بات کو بھی عقل ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ پہلے لوگ جب روحانی بیماریوں میں مبتلا ہوتے تھے اور گناہوں اور برائیوں کی کثرت ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ ان کے ازالہ کے لئے ان میں نبی مبعوث فرماتا تھا مگر آج ویسی ہی بلکہ اس سے بڑھ کر بری حالت ہونے پر خدا تعالیٰ اپنا کوئی نبی مبعوث نہ فرمائے۔ نبی کی آمد ایسے زمانہ میں ہوتی ہے جب لوگ فسق و فجور میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی تعلیم اور احکام سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں اور ان کی زندگی گناہ آلودہ ہو چکی ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں خدا تعالےٰ لوگوں میں اپنا کوئی نبی مبعوث فرماتا ہے تا کہ وہ ان کی زندگیوں کو پاک وصاف بنائے اور انہیں ایسے رستے کی ہدایت دے جس پر چلکر وہ خدا تعالےٰ کی حقیقی خوشنودی اور رضا کو حاصل کر سکیں۔ غرض جب یہ برائیاں اور گناہ آج بھی موجود ہیں تو یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ بیماری تو موجود ہے مگر ڈاکٹر اور حکیم کی ضرورت نہیں۔ پس عقل سلیم کی رو سے بھی جب اس بات پر غور کیا جائے تو یہی نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ جیسے پہلے زمانہ میں لوگوں کی ہدایت اور اصلاح کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے فرستادوں کی ضرورت تھی ویسے ہی آج بھی یہ ضرورت موجود ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے

قرآن مجید۔ حدیث اور عقل کی رو سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے جو آپ کی امت میں سے ہو۔ آپ کی شریعت کے تابع ہو۔ اور آپ کی غلامی اور شاگردی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھنے والا ہو تو اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا دعویٰ تھا اور آپ کی نبوت کس قسم کی تھی۔ سو جب ہم آپ کی تحریرات پر نظر ڈالتے ہیں تو ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ آپ کا دعویٰ غیر تشریعی نبوت کا تھا۔

آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک نبی وہ ہوتے ہیں جو شریعت لے کر آتے ہیں اور ایسی نبوت قرآن مجید کے نزول کے بعد بند ہوگئی ہے۔ کیونکہ شریعت جدیدہ کی اس وقت ضرورت پیدا ہوتی ہے جب پہلی شریعت میں ردّو بدل ہوجائے اور اس کے احکام اور تعلیم لوگوں کے لئے ناقابلِ عمل ہوجائیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:" خدا کے احکام جو امر اور نہی کے متعلق ہوں وہ عبث طور پر نازل نہیں ہوتے بلکہ ضرورت کے وقت خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے یعنی ایسے زمانہ میں خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے جبکہ نوع انسان پہلے زمانہ کی نسبت بدعقیدگی اور بدعملی میں بہت ترقی کر جائے۔ اور پہلی کتاب میں ان کے لئے کافی ہدایتیں نہ ہوں" (چشمۂ معرفت ص۲۷) پس جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید جیسی عالمگیر شریعت نازل فرمادی اور اس کے متعلق یہ بھی فرمادیا کہ اس میں قیامت تک تغیر و تبدل نہیں ہوگا اور اس کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لے لی۔ تو ایسی عالمگیر اور نہ بدلنے والی شریعت کے بعد لازماً کسی دوسری شریعت کی ضرورت نہیں رہی اور اس کامل شریعت کے بعد جو نبی بھی ہوگا وہ اس کا تابع ہوگا نئی شریعت کی قطعاً ضرورت نہ ہوگی۔

دوسری قسم کے نبی وہ ہوتے ہیں جو شریعت جدیدہ نہیں لاتے بلکہ اپنے سے پہلے شرعی نبی کی تعلیم پر ہی کاربند ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس شریعت کا پابند بناتے ہیں۔ ایسے نبیوں کو غیر تشریعی نبی کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے ہیں:" بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔" (اخبار بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

پھر آپ فرماتے ہیں "شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۵)

اسی طرح آپ ایسے لوگوں کو جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہر نبی کے لئے نئی شریعت کا لانا ضروری ہے جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنی پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ صفحہ ۱۳۸) ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت والی نبوت بند اور ممتنع ہے لیکن غیر تشریعی نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ وہ جاری ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ غیر تشریعی نبوت ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہو کر اور آپ کی کامل پیروی اور اطاعت کرنے کے بعد ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوائے نبوت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ نبوت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

۱۔ "یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۵)

۲۔ "خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

۳۔ "خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہونچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جلّشانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ رُوحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

۴۔ "اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی اور اس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ حاشیہ)

۵۔ "مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

۶۔ "مَیں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۴۸)

۷۔ "خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۴۸)

۸۔ "غرض اس حصّہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصّہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

۹۔ "سچّا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء صفحہ ۱۱)

۱۰۔ "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ مَیں ہوں۔" (براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۹۰)

۱۱۔ "ہمارا دعوٰی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی بہت کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔" (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۱۲۔" خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

۱۳۔" قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۸)

۱۴۔" اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو۔ مگر اس کی تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۱)

۱۵۔ جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ مَیں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دُنیا سے گذر جاؤں۔" (حضرت مسیح موعود کا آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور آپ کسی نئی شریعت کو لیکر نہیں آئے بلکہ آپ کی شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی شریعت ہے اور اسی کے ماتحت ہو کر اس کی تجدید کرنے کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل میں بہت سے نبی ایسے ہوئے ہیں جنکی اپنی شریعت کوئی نہیں تھی بلکہ وہ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت کے ہی پابند تھے۔ جیسے حضرت ہارون۔ حضرت یونس اور حضرت عیسٰے علیہم السلام اور دیگر بہت سے نبی تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی خدا تعالیٰ کے غیر تشریعی نبی تھے۔ اور آپ کو یہ مرتبہ اور منصب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت اور آپ کی کامل اطاعت سے ملا تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے متعلق امتی نبی کے الفاظ استعمال فرمائے جس سے یہ مراد ہے۔ کہ آپ کی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہونیکی وجہ سے ہے اگر آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہ ہوتے تو کبھی بھی آپ اس منصب نبوت پر فائز نہ کئے جاتے۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔" (تجلیات الٰہیہ صہ ۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تشریعی نبوت سے انکار

غیر مبایعین اس امر کا ادعا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ آپ نے اپنی کئی عبارتوں میں اس سے انکار فرمایا ہے اندریں حالات آپ نبی کیسے ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ جب آپ خود ہی ایک بات سے انکاری ہیں تو وہ بات آپ کی طرف منسوب کیسے کی جاسکتی ہے لیکن غیر مبایعین کی طرف سے یہ بات محض ایک مغالطہ کے رنگ میں پیش کی جاتی ہے ورنہ اوپر ثابت کیا جاچکا ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں ایک تشریعی نبوت اور دوسرے غیر تشریعی نبوت۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر تشریعی نبوت سے کبھی انکار نہیں فرمایا۔ اور ہمیشہ یہ لکھا ہے کہ میں نبی اور رسول ہوں مگر بغیر شریعت جدیدہ کے۔ اور اس بات کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف کتب سے پندرہ حوالجات اوپر تحریر کئے گئے ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ اور آپ کی یہ نبوت کسی جدید شریعت کے بغیر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور طفیل سے تھی۔

نبوت کی دوسری قسم شریعت والی نبوت ہے اور اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی دعویٰ کیا ہی نہیں۔ بلکہ جب کبھی بھی اس قسم کا کوئی سوال پیدا ہوا تو آپ نے تشریعی نبوت سے انکار کیا اور فرمایا کہ قرآن مجید کے بعد شریعت جدیدہ کا آنا ناممکن ہے۔ اس لئے اب شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور آپ نے غیر تشریعی نبوت کے اقرار اور تشریعی نبوت کے انکار کو اپنی ایک تحریر کے ذریعہ ایسا صاف کر دیا ہے کہ اس کے بعد کسی وضاحت اور تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں نبی اور رسول نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" نزول المسیح صہ ۳ حاشیہ)

اس حوالہ نے آپ کے دعویٰ کو کتنا واضح اور کتنا روشن کر دیا ہے جس کے بعد کسی شک وشبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یعنی آپ نبی نہیں ہیں اس لحاظ سے کہ آپ کوئی نئی شریعت اور کوئی نیا مذہب لیکر نہیں آئے اور آپ خدا کے نبی اور رسول ہیں اس لحاظ سے کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی امت میں ہو کر اس شرف کو حاصل کرنے والے ہیں۔

اس بات کی مزید وضاحت ایک واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہوُا۔ اور وہ اس طرح کہ آپ کے ایک مرید نے ایک مخالف کے اعتراض کے جواب میں یہ کہا کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوُا، تو آپ نے فوراً ایک ٹریکٹ "ایک غلطی کا ازالہ" کے نام سے تحریر فرمایا۔ اور اس میں بڑے زور کے ساتھ آپ نے اس احمدی کے جواب کی تردید فرمائی اور لکھا کہ یہ جواب دینا کہ ہمارا دعویٰ کسی نبوت کا نہیں ہے غلط ہے بلکہ جب خدا تعالیٰ کی وہ وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے اس میں سینکڑوں مرتبہ مجھے نبی اور رسول کہا گیا ہے تو میں اس سے کیسے انکار کر سکتا ہوں۔ اور یہ جواب کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔ "چند روز ہوئے ہیں، کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوُا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے۔" پھر آگے چلکر آپ اور زیادہ تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر نے تمام غلطیوں کا ازالہ کر دیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نبی نہیں ہوں" اور غیر تشریعی نبوت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہو کر ملی ہے اس سے آپ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ اور آپ نے صاف اور واضح الفاظ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ آپ غیر تشریعی نبی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے منصب پر کھڑا کیا ہے۔ پس آپ نے جس نبوت سے انکار کیا ہے وہ شریعت والی نبوت ہے اور جس نبوت کا اقرار کیا ہے وہ غیر تشریعی نبوت ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد بے دین ہے۔ اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائیگا۔ اور عبادت میں کوئی نئی طرز پیدا کریگا" (انجام آتھم صفحہ ۲۷، ۲۸ حاشیہ) اسی طرح آپ اپنے آخری خط میں تحریر فرماتے ہیں "یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں بلکہ ایسا دعویٰ نبوت میرے نزدیک کفر ہے" (خط حضرت مسیح موعود مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

اسی خط میں آگے چلکر فرماتے ہیں "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں۔ یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا" ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس نبوت سے انکار فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ گویا آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید اور اسلام سے الگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو کر کسی نئی شریعت کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس قسم کی نبوت کا آپ کو کوئی دعویٰ نہ تھا۔ اور جب بھی مخالفین کی طرف سے ایسا سوال پیدا ہوا۔ آپ نے اسکی فوری طور پر تردید فرمائی۔ اور جس نبوت کا آپکو اقرار اور دعویٰ تھا وہ یہ تھی کہ آپ خدا تعالیٰ کے نبی ہیں مگر کسی نئی شریعت کو لیکر نہیں آئے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع اور امتی بن کر نبی ہوئے ہیں اور آپ کی شریعت قرآن مجید ہے اور آپ کا مذہب اسلام ہے۔ اس قسم کی نبوت سے آپ نے کبھی انکار نہیں فرمایا۔ بلکہ اس سے انکار کرنے کو گناہ قرار دیا ہے۔ اور اس نبوت کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔ "میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں"۔

خاتم النبیین کے معنی غیر مبایعین اور غیر احمدیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت پر زیادہ اہم اور روزانہ اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد کسی اور شخص کے نبی بننے میں آنحضرت صلعم کی ہتک ہوتی ہے۔ لیکن یہ اعتراض دراصل عدم تدبر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کی اصلیت کے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جس بات کو یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہتک کا باعث قرار دیتے ہیں وہ دراصل آپ کے مرتبہ کو بلند کرنیوالی ہے۔ اور جس چیز کو یہ آپ کی کسرِ شان کا موجب سمجھتے ہیں وہ آپ کی شان کو دوبالا کرنیوالی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے وہ کوئی الگ نبوت نہیں ہے بلکہ یہ شرف آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کا امتی ہونیکی وجہ سے ملا ہے۔ اور آپکی کامل اطاعت اور غلامی کی وجہ سے یہ نعمت حاصل ہوئی ہے اور اس طرح سے یہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دوبالا کرنیوالی اور آپ کے مرتبہ اور مقام کو بلند کرنیوالی ہے۔ کہ آپ کا مقام اتنا بلند و بالا ہے کہ آپ صرف نبی ہی نہیں بلکہ نبی گر بھی ہیں بادشاہ ہی نہیں بلکہ شہنشاہ بھی ہیں کہ آپ کے فیضان سے نبوت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے اور خاتم النبیین کے معنی پر جب ہم غور کرتے ہیں تو اس کے بھی یہی معنے ہیں کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور ان سب کے سردار ہیں۔ نیز یہ کہ آپ نبیوں کی مُہر ہیں۔ آئندہ آپ کی تصدیق کے بغیر کوئی شخص نبوت کے مقام سے حصہ نہیں لے سکتا اور جملہ روحانی کمالات اب آپکی مُہر تصدیق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ افسوس ہے کہ ہمارے غیر مبایعین اور غیر احمدی اصحاب نے خاتم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لفظ کے صحیح مفہوم کی طرف کبھی توجہ نہیں کی وہ اس کے معنی بند کرنیوالے کے سمجھتے ہیں۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہ قرار دیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کیلئے نبوت کی نعمت کو بند کر دیا۔ اور اب آپکی اُمت میں سے کوئی شخص یہ انعام حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ معنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے کسی فضیلت اور بزرگی کا موجب نہیں ہیں بلکہ ان میں تو آپ کی سراسر ہتک ہوتی ہے کہ آپ کی آمد سے (نعوذ باللہ) آپ کی امت خدا تعالیٰ کے انعامات اور برکات سے محروم ہو گئی۔ خیر امت کا نام پا کر چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ پہلی امتوں سے بڑھ چڑھ کر خدا تعالیٰ کے انعامات کی وارث ہوتی لیکن ہوا یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خدا تعالیٰ کے روحانی انعاموں سے محروم ہو گئی۔

۱۔ لیکن ہمارے نزدیک خاتَم النبیین کے یہ معنی صحیح نہیں ہیں کیونکہ خاتم جب ت کی زبر سے ہو تو اس کے معنے "بند کرنیوالے" کے نہیں ہوتے۔ بلکہ اسکے معنی مُہر کے ہوتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مُہر کے ہونگے اور مُہر چونکہ کسی چیز کی تصدیق کیلئے ہوتی ہے اسلئے اسکے معنی یہ ہونگے کہ آپ کی تصدیق کے بغیر کسی شخص کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم "خاتم الانبیاء ہیں مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اسکی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور اس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ و ۲۸) ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں "اللہ جلشانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم بنایا یعنی آپکو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷)

۲۔ خاتَم کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ جب یہ لفظ مدح کے طور پر کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس صورت میں اس کے معنے اس قوم یا جماعت کے افضل فرد کے ہوتے ہیں۔ جیسے خاتم الاولیاء۔ خاتم الشعراء۔ خاتم المحدثین۔ خاتم المفسرین وغیرہ مرکبات ہیں کہ ان میں ہر جگہ خاتم کے معنی افضل کے ہیں۔ یعنی خاتم الاولیاء ایسا ولی جو باقی ولیوں سے افضل ہے اور خاتم الشعراء ایسا شاعر جو دوسرے شاعروں سے فضیلت میں بڑھکر ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین مقام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدح میں واقع ہے اور اس کے معنی ہیں ایسا نبی جو تمام دوسرے نبیوں سے افضل ہے چنانچہ مشہور مفسر قرآن امام رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :۔" وَالْخَاتَمُ يَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ اَفْضَلَ اَلَا تَرٰى اَنَّ رَسُوْلَنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ كَانَ اَفْضَلَ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالْاِنْسَانُ لَمَّا كَانَ خَاتَمَ الْمَخْلُوْقَاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ كَانَ اَفْضَلَهَا " (تفسیر کبیر جلد ۶ ص۳۱ مصری) یعنی خاتم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ افضل ہو جس طرح کہ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب خاتم النبیین ہوئے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ تمام نبیوں سے افضل ہیں اسی طرح انسان جب خاتم المخلوقات ہوا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمام مخلوقاتِ جسمانی سے افضل ہے۔ پس خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ آپ تمام نبیوں سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔"ہم بصیرتِ تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت ایسے طور پر کھولدی ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دیکھتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے" (تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخبار الحکم ۷ ار مارچ ۱۹۰۵ء)

کس قدر زبردست وضاحت اور کیسی عمدہ اور لطیف تشبیہ سے آپ نے اس امر کو ثابت فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں اور روحانی طور پر آپ کا مقام اس قدر بلند ہے کہ آئندہ کوئی شخص کسی روحانی فیض کو آپ کی تصدیق اور متابعت کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا۔ اور دنیا کے تمام نبیوں میں صرف اور صرف آپ ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کی کامل پیروی نبوت کے مقام تک انسان کو پہنچا سکتی ہے گویا آپ مملکت نبوت کے بادشاہ ہی نہیں بلکہ شہنشاہ ہیں۔ اور اس کے مقابل پر غیر مبایعین اور غیر احمدی مسلمان اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انعامِ نبوت کو بند کرنیوالے ہیں اور وہ فیضان اور نعمت جو اللہ تعالیٰ ابتداءِ دنیا سے نبوت کی صورت میں اپنے بندوں پر کیا کرتا تھا۔ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس نے اہلِ دنیا کو اس سے محروم کر دیا ہے۔ ان دونوں معنوں کے دیکھنے اور ان پر غور کرنے سے صاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ پہلے معنی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس میں آپ کی ذاتِ گرامی دُنیا کے لئے رحمت اور برکت کا موجب بنتی ہے مگر دوسرے معنی میں جو آپ کو خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت بند کرنیوالا قرار دیا گیا ہے اس میں کوئی خوبی اور فضیلت والی بات نہیں ہے بلکہ اس میں تو آپ کی توہین اور ہتک کی گئی ہے کہ آپ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے لوگوں کو محروم کرنے والے ہیں۔ جو سراسر خلافِ واقعہ بات ہے:

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب کا اقرار

غیر مبایعین اور ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب آج حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نبوت سے انکار کرتے ہیں اور آپ کو صرف ایک مجدد کی حیثیت میں تسلیم کرنیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن یہ انقلاب عظیم سنہ ۱۹۱۴ء کے بعد واقعہ ہوا۔ ورنہ اس سے پہلے یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے قائل تھے۔ اور اس عقیدہ کا اعلان بڑے پُرزور طریق سے اپنی تحریروں اور تقریروں میں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ نمونۃً یہاں پر چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ جناب مولوی محمد علی صاحب اس زمانہ میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو آخیر زمانہ میں ظہور میں آنیوالی ہے اپنے ایک نبی کو دُنیا کی اصلاح کیلئے مامور کریگا۔ اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا، کہ عین اس وقت میں جب سب قومیں چلا اٹھیں کہ مصلح موعود کے آنے کے سب نشانات پورے ہو چکے ہیں تو اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد کو مامور فرمایا" (ریویو جلد ۵ صـ۶)

۲۔ جناب مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیغمبر آخر زمان قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں "تمام پیشگوئیاں اس امر میں متفق ہیں کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور و شور سے جمع ہو جائیں گی جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ گذری ہو" (ریویو جلد ۲ صـ۳)

۳۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہندوستان کا مقدس نبی کہتے ہوئے لکھتے ہیں "ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں (ہندوؤں کو) دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالےٰ نے پورا کر دکھلایا"

(ریویو جلد ۳ صـ۱۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۴۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت میں اپنے ایک حلفیہ بیان میں اس بات کو تسلیم کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت کا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں "مرزا صاحب (ملزم) مدعی نبوت ہے اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں۔" (بیان مولوی صاحب ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء)

۵۔ مولوی محمد علی صاحب اور دیگر غیر مبائعین کی طرف سے ایک اعلان اخبار پیغام صلح میں شائع ہوا جس میں لکھا کہ "ہم حضرت مسیح موعود۔ مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔"
(پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

۶۔ اسی طرح ایک دوسرے اعلان میں لکھتے ہیں "ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت ہی میں دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے۔" (اخبار پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

ان تحریرات سے ظاہر ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور دیگر غیر مبائعین ۱۹۱۴ء سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے تھے اور مولوی محمد علی صاحب آپ کو پیغمبر آخر زمان اور ہندوستان کا مقدس نبی قرار دیتے تھے لیکن افسوس! کہ آج ان سب تحریروں کو فراموش کرتے ہوئے اور ان واضح اعلانات کو نظر انداز کرتے ہوئے غیر مبائعین نے یہ عقیدہ اختراع کر لیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالےٰ کے رسول اور نبی نہیں تھے یہ انقلاب کتنا زبردست۔ اور عقیدہ کی یہ تبدیلی کس قدر حیرت انگیز ہے۔ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی بنا کر مبعوث فرماتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو نبی کے نام سے یاد فرماتے ہیں، آپ خود نبوت اور رسالت کا دعویٰ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ خدا کے نبی ہیں۔ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد ایک لمبے عرصہ تک اس عقیدہ کا بار بار تکرار کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ غرض یہ سب شہادتیں اس امر کی وضاحت کر دیتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ یقینی اور قطعی طور پر نبوت اور رسالت کا تھا اور آپ خدا تعالیٰ کے راستباز انبیاء میں سے ایک نبی تھے۔ فماذا بعد الحق الّا الضلال۔

مسئلہ خلافت

نظام خلافت اور اس کی ضرورت خلافت کے معنے جانشینی کے ہیں اور اسلامی اصطلاح میں ایک نبی کی وفات کے بعد اس کی صحیح نیابت کو خلافت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ اسے خلیفہ کہتے ہیں۔ جس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیشرو نبی کی جماعت کی نگرانی اور حفاظت کرے۔ اور اسکے کام اور تعلیم کی تکمیل کی کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ "خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو" (شہادت القرآن صفحہ ۵۷)

نبوت کے بعد خلافت کا ہونا ضروری اور لازمی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں آکر لوگوں کو ان کی زندگی کے حقیقی مقصد سے آگاہ کریں۔ اور خالق اور مخلوق کا سچا تعلق پیدا کرائیں۔ وہ خدا تعالیٰ سے علم حاصل کر کے معرفت اور الہام کی روشنی میں لوگوں کو وہ طریق دکھاتے ہیں جس پر چل کر وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی زندگی میں ایک ایسی جماعت قائم کر دیتے ہیں جو ایک نئے روحانی نظام میں منسلک ہوتی ہے۔ جو اپنی عبادت۔ اطاعت اور تنظیم میں دوسرے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتی ہے۔ اب اگر نبی کی وفات کے بعد اس کا کوئی جانشین نہ ہو اور یہ جماعت کسی امام کے بغیر ہی چھوڑ دی جائے۔ تو اس سے نبی کی بعثت کا مقصد بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تمام محنت اور کوشش رائیگاں جاتی ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ پر بھی یہ اعتراض پیدا ہوگا کہ اس نے اپنے ایک برگزیدہ رسول کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا میں بھیجا اور اس کے ذریعہ سے ایک تقویٰ شعار جماعت بھی قائم ہوئی۔ مگر چند سالوں کے بعد ہی اس نبی کی وفات کے بعد اس کا کوئی جانشین اور خلیفہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ جماعت منتشر ہو گئی اور اس طرح سارا کیا کرایا کام ضائع ہو گیا۔ پس اس لحاظ سے سلسلہ نبوت کے بعد خلافت کی بہت ضرورت ہے تاکہ انبیاء علیہم السلام کے کام کی تکمیل ہو اور نیکی اور راستی کا جو بیج انہوں نے دنیا میں بویا تھا وہ تلف نہ ہو جائے بلکہ نظامِ خلافت کے ذریعہ سے آبپاشی کر کے اس کی نشوونما کی جائے۔ اور اسے شیریں اور ثمر دار بنایا جائے۔ اسی لئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ما کانت نبوّۃ قطّ الّا تبعھا خلافۃ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹) یعنی کبھی بھی کوئی ایسی نبوت نہیں ہوئی جس کے بعد خلافت کا نظام نہ ہو۔ یہی وہ نظام ہے جس کے ذریعہ سے نبوت کا باغ ثمر آور ہوتا ہے۔ اور اس کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے نبی دنیا میں ابدی زندگی لیکر نہیں آتے بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح ایک محدود زندگی گذار کر اپنے خالق حقیقی کے پاس چلے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی وفات کے بعد انکی جماعتوں کی حفاظت اور نگرانی کرنے اور ان کی مرکزیت اور نظام کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا کوئی نائب اور جانشین ہو جو ان تمام امور کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے۔ یہی وہ نظام ہے جسے خلافت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہونچتے ہیں۔" (الوصیت ص۵)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر آپ فرماتے ہیں:۔" خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادة القرآن ص۵۸)

پس نبوت کے بعد خلافت کا وجود نہایت ضروری ہے کیونکہ یہی وہ نظام ہے جس کے ذریعہ سے لوگ نبوت کی برکات کو ایک لمبے عرصہ تک حاصل کرتے ہیں۔ اگر یہ نظام قائم نہ ہو تو لوگ ان برکات اور فوائد سے محروم ہی رہیں اور اس طرح نبیوں کی بعثت کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ یہ مقصد اسی رنگ میں پورا ہو سکتا ہے جب اس کے فوائد ایک لمبے عرصہ تک دنیا میں قائم رہیں۔ اور لوگ زیادہ سے زیادہ ان سے مستفید ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں۔ سو اس مقصد کی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ نے خلافت کے سلسلہ کو قائم کیا جس کے ذریعہ سے نبوت کی برکات ایک لمبے زمانہ تک قائم رہتی ہیں اور اس طرح بہت سی بعد میں آنیوالی سعید روحیں عہد نبوت سے تعلق رکھنے والے روحانی فوائد اور برکات کو حاصل کر لیتی ہیں۔

خلافتِ احمدیہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

یہ بات براہین اور دلائل کی رُو سے ثابت کی جا چکی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی ہیں جنہیں اس زمانہ کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ آپ کی امت میں سے ایک مسیح ہوگا جو نبی اللہ ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نبوت کے مقام پر فائز ہوئے۔ اور حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا ہونا لازمی اور ضروری ہے تو اس صورت میں یہ حقیقت خود ہی واضح ہوگئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کی جماعت میں سلسلہ خلافت کا قیام ضرور ہوگا۔ کیونکہ نبوت کے بعد خلافت کا ہونا یقینی امر ہے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں مسیح موعودؑ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یتزوّج ویولد لہ (مشکوٰۃ باب نزول عیسٰے علیہ السلام ص۴۰۹) کہ وہ جب دنیا میں آئیں گے تو شادی کرینگے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ محض شادی کرنا اور اولاد کا ہونا یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیشگوئی فرماتے۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اہم معاملہ کا ذکر فرمایا ہے جو یہ ہے کہ مسیح موعود کی اولاد اللہ تعالیٰ کی بشارات کے ماتحت ہوگی اور وہ آپ کی صحیح جانشین ہوگی۔ جو آپ کے مقاصد کو تکمیل تک پہنچائیگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

۱- قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ فَفِیْ ھٰذَا اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ اَبَاہُ وَلَا یَاْبَاہُ وَ یَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکَرَّمِیْنَ۔" (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص۵۷۸) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ مسیح موعود شادی کریگا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی تو اس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعودؑ کو ایک پاکیزہ صفات لڑکا عطا کریگا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اور وہ نافرمان نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے بزرگ بندوں میں سے ہوگا۔ پھر فرماتے ہیں:۔

۲۔ "یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہوگا اور دینِ اسلام کی حمایت کرے گا۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے بعد مزید کسی تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس میں آپ نے وضاحت کے ساتھ یہ بتا دیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسیح موعود کے متعلق جو یہ پیشگوئی ہے کہ وہ شادی کریگا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی اولاد خدا تعالیٰ کی بشارتوں کے ماتحت ہوگی اور ان میں ایک ایسا شخص ہوگا جو حضرت مسیح موعودؑ کا جانشین یعنی خلیفہ ہوگا۔ جس کے ذریعہ دینِ اسلام کی حمایت کا کام وسیع پیمانہ پر ہوگا۔

خلافتِ احمدیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت کے قائم ہونیکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح ارشادات موجود ہیں۔ جن میں آپ نے اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سلسلہ خلافت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس نظام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ذریعہ سے نبوت کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے آپ نے سلسلہ خلافت کو قدرتِ ثانیہ سے تعبیر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ نبیوں کی وفات پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور لوگ بہت پریشان اور سراسیمہ ہوجاتے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کے ذریعہ سے لوگوں کی پریشانی اور گھبراہٹ کو دور فرماتا ہے اور ان کے قلوب کو تسلی اور اطمینان بخشتا ہے آپ فرماتے ہیں:-

۱- "جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ سے اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا ازسرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح واستحکام ہوتا ہے۔" (الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

۲- اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام قدرتِ اُولیٰ یعنی نبوت۔ اور قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑجاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یعنے خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دینگے۔" (الوصیت ص۶۵)

۳- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قدرتِ ثانیہ قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی جماعت میں یہ سلسلہ خلافت قائم ہوگا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے درمیان بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن جب مَیں جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔" (الوصیت ص۶)

۴۔ دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔" (سبز اشتہار ص۱۷ حاشیہ)

۵۔ "صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونیوالا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اسے مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا ازسرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائیگا کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ . . . . ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَایُضَاعُ وَقْتُہٗ۔" (اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

۶۔ "ثُمَّ یُسَافِرُ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِیْفَۃٌ مِّنْ خُلَفَائِہٖ اِلٰی اَرْضِ دِمَشْقَ۔" (حمامۃ البشریٰ ص۳۷) یعنی مسیح موعودؑ یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کے علاقہ میں سفر کرتے ہوئے جائیگا۔

ان تمام اقتباسات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد اپنی جماعت کے لئے خلافت کے نظام کو تجویز فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ان کے بعد خلافت کا قیام ہوتا رہا ہے اسی طرح آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ قائم ہوگا اور اس کے ذریعہ دینِ اسلام کی حمایت ہوگی اور آپ کی جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تنظیم اور ترقی ہوگی۔ نیز ان مقاصد کی تکمیل ہوگی جن کی تخم ریزی اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ نے لوگوں میں کی۔ اور آخری حوالہ میں آپ نے پیشگوئی فرمائی کہ آپ یا آپکے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کریگا۔ ان الفاظ نے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے کیونکہ خَلِیْفَۃٌ مِّنْ خُلَفَائِہٖ کے الفاظ اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلہ خلافت جاری ہوگا اور آپ کے بہت سے خلیفے ہونگے جو یکے بعد دیگرے آپکے جانشین ہونگے۔

انجمن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین نہیں ہے

غیر مبایعین کی طرف سے یہ شبہ پیدا کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ آپ نے اپنی زندگی میں انتظامی امور کیلئے چند ممبران کی ایک انجمن قائم کی تھی جس کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا تھا یہی آپ کی جانشین ہے۔ غیر مبایعین اپنے اس دعویٰ کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند عبارتوں سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ آپ کے بعد انجمن آپ کی جانشین ہے لیکن ان کا یہ استدلال ریت پر عمارت کھڑا کرنے سے بڑھکر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ جس صورت میں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح ارشادات موجود ہیں کہ آپ کے بعد خلافت کا وجود ضروری ہے اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوا تھا اسی طریق پر آپ کی جماعت میں بھی یہ قائم ہوگا تو اس وضاحت اور صراحت کے ہوتے ہوئے اور ان محکم عبارتوں کی موجودگی میں بعض دوسری عبارتوں سے استدلال کرکے اس کے خلاف نتیجہ نکالنا یقیناً آپکے منشاء کے خلاف چلنا ہے جو ایک احمدی کے لئے کسی طرح بھی زیبا اور مناسب نہیں۔ بہرحال غیر مبایعین چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض عبارتوں سے استدلال کرکے لوگوں کو یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین انجمن ہے اس لئے وہ عبارتیں مع جواب درج ذیل کی جاتی ہیں۔ احباب دیکھ لینگے کہ ان میں بھی غیر مبایعین کے پاس کوئی پختہ اور مضبوط دلیل نہیں ہے بلکہ محض تنکے کا سہارا لینے والی بات ہے۔ وما توفیقی الّا باللہ ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ۔

پہلا حوالہ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں" چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلّی پاک رہنا ہوگا" (ضمیمہ رسالہ الوصیت صٓ ۲۳) اس میں انجمن کے متعلق جانشین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین انجمن ہی ہے۔

جواب:۔ یہ انجمن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۶ء میں اپنی زندگی میں قائم کی تھی اور آپ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی زندگی میں ہی اسے اپنا جانشین قرار دیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بعض انتظامی امور کو سرانجام دیا کریگی اس انجمن کے قیام سے خلافت والی جانشینی مراد نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ خلافت تو وفات کے بعد ہوتی ہے۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں انجمن انتظامی امور کے لئے جانشین تھی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ کی موجودگی میں بھی یہ انجمن قائم رہتی ہے اور اس کے قائم رہنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خلافت کی ضرورت نہیں اس طرح تو پھر یہ اعتراض بھی پیدا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اپنی زندگی میں انجمن کو قائم کیا۔ تو کیا اس کے بعد نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت نہیں تھی۔ حالانکہ انجمن کے قائم کرنیکے بعد آپ تین سال تک زندہ رہے۔ اور انجمن کے کاموں کی نگرانی کرتے رہے۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں انجمن کی ضرورت تھی اسی طرح خلافت کے زمانہ میں بھی اس کا وجود ضروری ہے اور آج ہم خود اس بات کے شاہد ہیں کہ نظامِ خلافت کے ماتحت انجمن بھی اسی طرح قائم ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اپنی زندگی میں قائم کیا تھا۔ اور جو کام اس وقت اس کے سپرد کیا گیا تھا آج بھی وہ اسی طرح اپنے فرائض کو ادا کر رہی ہے۔

دوسرا حوالہ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:" انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں یا یہ کہ وہ دیانتدار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلاتوقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے۔" اس عبارت سے منکرینِ خلافت یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں کسی شخص کو انجمن سے خارج کرنے یا اس کا ممبر مقرر کرنے کا اختیار انجمن کو دیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ انجمن ہی آپ کی جانشین ہے۔

جواب:۔ اس شبہ کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ اس میں انجمن سے مراد بہشتی مقبرہ کے انتظامات کو سرانجام دینے والی مجلس ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مجلس کے ممبران کے متعلق یہ شرط قائم کی ہے کہ وہ مخلص اور متقی ہوں۔ اور آپ نے اس انجمن کو یہ اختیار تو نہیں دیا کہ وہ جماعت احمدیہ سے کسی شخص کو خارج کرنے یا داخل کرنے کی مجاز ہے۔ کیونکہ یہ کام صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء ہی کر سکتے ہیں انجمن کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے ممبران میں سے اگر کسی کے متعلق یہ دیکھے کہ وہ دیانتدار اور پارسا اور مخلص نہیں تو اُسے انجمن کی ممبری سے الگ کردے اور اسکی جگہ کسی نئے ممبر کو مقرر کرے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ کام انجمن ہی کرسکتی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کا خلیفہ ہر شخص کی نگرانی نہیں کرسکتا۔ بلکہ جن لوگوں کے سپرد آپ نے یہ کام مقرر کیا ہے وہی اس کو سرانجام دینگے اور پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ انجمن جب یہ کام کریگی تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منظوری کے بغیر نہیں کرے گی اس کے ممبروں کے دیانت اور تقویٰ کا یہ تقاضا ہوگا۔ کہ وہ اپنے دینی رہنما کی منظوری لیں۔ اسی طرح آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء کے وقت میں بھی یہی نظام قائم رہیگا کہ انکی منظوری سے انجمن یہ کام کیا کرے گی۔ اس تحریر میں انجمن کے ممبروں کے متعلق جو یہ شرط لگائی گئی ہے کہ وہ پارسا اور دیانتدار اور متقی ہوں اس کے ہوتے ہوئے یہ خیال بھی نہیں آسکتا کہ ایسے ممبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء کی منظوری کے بغیر کوئی کام کرینگے۔ پس اس تحریر سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ انجمن جو کام کرے گی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفہ وقت کی منظوری سے کریگی اور اس میں کسی شخص کے جماعت میں داخل کرنے یا اس سے خارج کرنیکا قطعاً کوئی سوال نہیں بلکہ انجمن کی ممبری سے برطرفی اور اس کے تقرر کا سوال ہے۔ اور اس کے لئے پہلے انجمن کی طرف سے رپورٹ کا ہونا ضروری ہے اور اس معاملہ میں جو صورت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں تھی وہی آج قائم ہے۔

تیسرا حوالہ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن کو اختیار دیا ہے کہ وہ جس طرح چاہے روپیہ کو خرچ کرے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد انجمن ہی آپ کی جانشین ہے۔

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے اصل الفاظ یہ ہیں "انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سب سے زیادہ مقدم اشاعتِ اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔" (ضمیمہ الوصیت) اس عبارت سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین انجمن ہے۔ اور خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بات تو بالکل بعید از قیاس ہے کہ انجمن کو چونکہ روپیہ خرچ کرنیکا اختیار ہے اسلئے خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر خلافت کے وجود کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثابت کرنیوالی ہے کیونکہ حضرت اقدسؑ نے اس میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ "انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلۂ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے"۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ایک ایسے نگران کی ضرورت ہے جو انجمن کے اختیارات کی نگرانی کرے اور وہ دیکھے کہ انجمن کے ہاتھ میں جو روپیہ ہے وہ صحیح طریق پر صرف ہو رہا ہے یا نہیں۔ الغرض یہ عبارت خلافت کی تائید میں ہے نہ کہ اسکے خلاف۔ دوسری بات اس میں یہ بھی قابلِ غور ہے کہ انجمن کا یہ اختیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں تھا۔ پھر کیا اس وقت آپ کے وجود مبارک کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں انجمن کو روپیہ خرچ کرنیکا اختیار تھا اسی طرح آپ کے بعد آپ کے خلیفہ کی موجودگی میں اسے یہ اختیار حاصل ہے اور رہے گا۔

تیسری بات اس عبارت میں یہ قابلِ غور ہے کہ اس میں روپیہ خرچ کرنے کے علاوہ یہ بھی تحریر ہے کہ انجمن اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ روپیہ خرچ کرنے اور اسے تجارت پر لگانے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کا کوئی خلیفہ انفرادی طور پر تو کر نہیں سکتے۔ لازماً یہ کام دوسرے قابلِ اعتبار افراد کی معرفت کرانا ہوگا اور اسی غرض کیلئے حضرت اقدسؑ نے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی تاکہ یہ سب کام عمدگی سے کئے جا سکیں۔

چوتھا حوالہ:۔ انجمن کی جانشینی اور خلافت کی عدم ضرورت کے متعلق غیر مبایعین کی طرف سے سب سے زیادہ وزنی اور اہم دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:۔ "میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"۔ (تحریر حضرت اقدسؑ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر بہشتی مقبرہ کا انتظام کرنیوالی انجمن کے متعلق ہے اور ہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک امر میں انجمن کے اجتہاد کا کافی ہونا صرف انہیں امور میں ہے جو اس انتظام سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ مخاطِب اور مخاطَب کے درمیان ایک معہود ذہنی ہوتا ہے جسے مدنظر رکھکر کلام کی جاتی ہے مثال کے طور پر قرآن مجید میں ملکہ سبا کے متعلق اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ کے الفاظ آتے ہیں جن کے یہ معنی ہیں کہ اسے ہر ایک دنیا کی چیز دی گئی تھی اب ظاہر ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں تو وہاں پر جمع نہیں ہو سکتی تھیں اور بہت سی چیزیں تو اس وقت ایجاد بھی نہیں ہوئی تھیں۔ سو اس وقت اس کلام کے معنے کرتے ہوئے اس مفہوم کو مدنظر رکھا جائیگا جو اس وقت کلام کرنے والے کے منشاء کے مطابق اور مناسب ہے، اس لحاظ سے اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ ملکہ سبا کو اس زمانہ کی ضروری اشیاء مہیا اور میسّر تھیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کا بھی یہی مفہوم ہوگا کہ جس غرض کیلئے آپ ایک انجمن بنا رہے ہیں اس سے تعلّق رکھنے والے امور میں اس انجمن کا اجتہاد قابلِ قبول ہوگا۔ یہ نہیں کہ تمام معاملات میں انجمن کو اختیارات مل گئے ہیں کہ وہ جس طرح چاہے کرے۔ پس یہاں پر اوقاف اور جائیدادوں کے انتظام کا سوال ہے جو انجمن کے سپرد کیا گیا ہے سلسلہ احمدیہ کا نظام اس جگہ مراد نہیں ہے۔

دوم:۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ تحریر ایک خاص معاملہ کے متعلق خواجہ کمال الدین صاحب نے جو بعد میں غیر مبائع ہو گئے تھے۔ خود تحریک کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لکھوائی تھی۔ ایک مسجد کی تعمیر کا معاملہ تھا اور اس کی عمارت کے بنوانے میں کچھ اختلاف تھا۔ اس پر خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور یہ معاملہ پیش کر کے کہا کہ حضور اس امر کی صراحت فرمائیں کہ جب انجمن اور کسی دوسرے شخص میں ایک معاملہ کے متعلق اختلاف ہو تو وہاں پر کیا صورت ہونی چاہیئے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے یہ تحریر رقم فرمائی جس کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ انجمن کی طرف سے کسی کام پر مقرر کئے جائیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ انجمن کے فیصلہ کے مطابق کام کریں ورنہ سلسلہ کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ (دیکھیں رسالہ اندرونی اختلافات مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب صفحہ ۴۴-۴۵)

پس یہ تحریر خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک جھگڑے کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لکھوائی تھی۔ جس کا صرف یہ منشاء ہے کہ چونکہ انتظامی امور کو سرانجام دینے کے لئے انجمن بنائی گئی ہے اس لئے امورِ مفوّضہ میں جو وہ فیصلہ کرے اس کی پابندی ضروری ہے ورنہ انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔

سوم:۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ الوصیّت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کام انجمن کے سپرد فرمایا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ روپیہ لینا اور اسے اشاعتِ اسلام کے کاموں میں خرچ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مذہبی کام مثلاً فتوے دینا۔ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے جماعت کی تربیت کرنا جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ انہیں ان مقاصد کی طرف لے جانا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کئے ہیں وغیر ذالک۔ بہت سے اہم امور ایسے ہیں جو نہ تو انجمن کے سپرد کئے گئے ہیں اور نہ ہی انجمن انہیں کسی صورت میں کر سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا اصل مقصد تو یہی امور ہیں۔ روپیہ کا حساب کتاب رکھنا تو ایک نہایت ادنیٰ غرض ہے۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں انجمن انتظامی امور کو کرتی تھی اسی طرح آپ کے بعد بھی وہ انہیں کریگی۔ اور جو اہم امور انجمن کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرانجام دیتے تھے وہ آپکے بعد آپ کا خلیفہ ہی کر سکتا ہے انجمن کے لئے یہ بات ممکن نہیں ہے۔ الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریر ایک اختلافی معاملہ پیش ہونیکی صورت میں تحریر فرمائی تھی۔ اور یہ اس معاملہ کے متعلق تھی۔ نیز اس میں انجمن کو جو اختیار دیا گیا ہے وہ بھی انہیں معاملات کے متعلق ہے جو انجمن کے سپرد کئے گئے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ انجمن کے سپرد بہشتی مقبرہ کا انتظام تھا۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تحریر کا اسکے سوا کوئی مطلب نہیں لیا جا سکتا۔ کہ انجمن اپنے مفوضہ امور میں انتظام کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اور اس سے یہ مراد ہرگز نہیں لی جا سکتی کہ انجمن جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے جملہ امور میں مختار ہے۔ کیونکہ یہ مفہوم تمام واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ تو اس پیش کردہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر اقوال وارشادات اس کی تائید کرتے ہیں۔ بلکہ دوسرے حوالجات میں اس امر کی وضاحت اور صراحت موجود ہے کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہوگا۔ اور یہی نظام آپ کی حقیقی جانشینی کرے گا:؛

مقصدِ مذہب:۔ یہ وہ مضمون ہے جو سر محمد ظفر اللہ خانصاحب بالقابہ نے مذہبی کانفرنس لاہور میں مختلف مذاہب کے نمائندوں کے سامنے پڑھکر سنایا تھا۔ اسمیں یہ بتایا گیا ہے کہ مذہب کا مقصد کیا ہے اور اسے اسلام کس خوبی سے مکمل طور پر پورا کرتا ہے قیمت فی نسخہ ۳ر محصولڈاک ۹ پائی۔ ملنے کا پتہ:۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ کفر و اسلام

نوٹ:۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تصنیف "مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت" ملاحظہ فرمائیں :۔

دنیا میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے تو اس وقت جو لوگ اسے سچا مان کر اس پر ایمان لاتے ہیں انہیں مومن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جو لوگ اس نبی کو سچا نہیں تسلیم کرتے بلکہ اس کا انکار اور تکذیب کرتے ہیں انہیں کافر یعنی نہ ماننے والے کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ سچے مومن وہی ہیں جو خدا کے سارے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور جو لوگ خدا کے ایک رسول کا بھی انکار کر دیتا وہ منکروں اور کافروں کے گروہ میں شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے تمام رسول اصولی طور پر ایک ہی تعلیم دنیا میں لیکر آتے ہیں اور وہ خواہ کسی زمانہ میں اور کسی ملک میں ہی ہوں ان کی آمد کی غرض مشترک ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کرتے ہیں اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے ذرائع بتاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے کہ تمام انبیاء کی اصولی تعلیم ایک ہی ہوتی ہے اسلئے اگر ان میں سے ایک رسول کا بھی انکار کیا جائے تو اس سے دوسرے رسولوں کی تکذیب بھی لازم آتی ہے۔ اور حقیقی مومن بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ خدا کے سارے رسولوں پر ایمان لایا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہ صفت بیان فرماتے ہوئے ان کا یہ قول درج فرمایا ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (بقرہ - ۱۶) یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے سارے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان لانیکے متعلق ان میں کوئی تفریق نہیں کرتے کہ بعض کو مان لیا اور بعض کا انکار کر دیا۔ بلکہ سب کو مانتے ہیں۔ کیونکہ جب تک ایک انسان اللہ کے سارے رسولوں پر ایمان نہ لائے اور انہیں سچا یقین نہ کرے اس وقت تک وہ حقیقی مومن نہیں ہو سکتا۔

اس بات کی مزید وضاحت اور تاکید کیلئے کہ مومن بننے کیلئے خدا کے سارے رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے، ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ (نساء - ۲۱) کہ وہ لوگ جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاتے ہیں اور اس میں تفریق نہیں کرتے کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض پر ایمان نہ لائے۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پورا پورا بدلہ دے گا۔ غرض اس آیت میں بھی اس بات کی صراحت فرما دی ہے کہ مومن بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خدا کے سارے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے ماننے میں کوئی تفریق نہ کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (نساء - ۲۱) کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کرنا چاہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اس طرح وہ کوئی بین بین راستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں یہ لوگ پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تجویز کیا ہوا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف الفاظ میں یہ بیان فرما دیا ہے کہ وہ لوگ جو بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے یا حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کو تو انہوں نے مان لیا ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کر دیا ہے ایسے لوگ ایمان لانیوالوں میں ہرگز شمار نہیں ہو سکتے بلکہ یہ پکے کافر ہیں۔ کیونکہ ایمان کیلئے یہ شرط ہے کہ خدا کے سارے رسولوں کو مانا جائے۔ پس جو لوگ خدا کے ایک رسول کا بھی انکار کرتے ہیں۔ قرآن مجید کا ان کے متعلق یہی فتویٰ ہے کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا کہ وہ پکے کافر ہیں؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے منکرین کے متعلق فتوے

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نبی اللہ کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے اور آپ کا اپنا دعویٰ بھی نبوت اور رسالت کا ہے تو اس کے بعد اس بات کا تصفیہ خود بخود ہو جاتا ہے کہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لاتے وہ حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اور ان کے متعلق وہی فتوے لگے گا جو پہلے نبیوں کے منکروں کے متعلق عائد ہوتا ہے۔ جس طرح پہلے نبیوں میں سے کسی ایک کا انکار انسان کو مومنوں کے گروہ سے خارج کر کے کافر بنا دیتا ہے اسی طرح حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح موعود علیہ السلام کے انکار سے بھی کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منکروں کے متعلق فرماتے ہیں:۔

۱۔ "اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہِ راست پر نہ آجاویں اور اس مطلب کے واسطے خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کرکے اصلی اسلام پھر دنیا میں قائم کردں"۔ (ٹریکٹ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے) اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت اقدس کو مامور تسلیم نہیں کرتے اور آپ پر ایمان نہیں لاتے وہ خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔

۲۔ "ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ کو نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ مولویوں سے جاکر پوچھو کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنیوالا ہے اس کو جو نہ مانیگا اس کا کیا حال ہے۔ پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں"۔ (بدر ۲۴ر مئی ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عبارت میں ایک اصولی جواب دیکر تمام شبہات کا ازالہ فرما دیا ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک جو موعود مسیح آنیوالا ہے اس کے منکروں کے متعلق جو فتویٰ مسلمانوں کا ہے وہی فتویٰ آپ کے منکروں پر لگیگا کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ وہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ اور یہ ایک واضح امر ہے کہ مسلمان آنیوالے مسیح کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ پس اس لطیف جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عام مسلمانوں کو ان کے اعتقاد کے مطابق ملزم گردانا ہے کہ جس مسیح اور مہدی کا تمہیں انتظار ہے اس کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے متعلق تمہارا جو اعتقاد اور فتویٰ ہے اسی کے مطابق یہاں بھی فیصلہ کرلو۔

۳۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں مرتد کا یہ عقیدہ تھا کہ غیر احمدی لوگ بھی مسلمان ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے وہ کافروں کے گروہ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس سے سہل تر بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خارج کرتا ہوں ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ میں اپنی توبہ شائع کریں اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجائیں تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے وہ لوگ جو میری دعوت کے ردّ کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے مُنہ پھیرتے ہیں ان کو راستباز قرار دینا اس شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔" (خط مندرجہ الذکر الحکیم ۴ ص ۲۳ و ۲۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر مسئلہ کفر و اسلام کو بالکل حل کر دیتی ہے اس میں آپ نے یہ بات واضح فرمادی ہے کہ آپ کے منکر خدا تعالیٰ کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں اور جو شخص ان منکروں کو مسلمان اور راستباز قرار دیتا ہے وہ آپ کی جماعت میں نہیں رہ سکتا کیونکہ اس کا یہ عقیدہ کہ آپ کے منکر بھی مسلمان اور راستباز ہیں ایک خبیث عقیدہ ہے اور ایسے شخص کا دل شیطانی پنجہ میں گرفتار ہے اس لئے وہ جماعت میں رہنے کے قابل نہیں۔

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ آپ کا منکر مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ وہ خدا کی نافرمانی کرنیوالا اور جہنمی ہے چنانچہ فرمایا:" جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا اور جہنمی ہے۔" (اشتہار معیار الاخیار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے اور تکذیب کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے متعلق آپ کا یہی فتویٰ ہے کہ وہ خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں اور جس صورت میں انہوں نے خدا تعالیٰ کے ایک نبی کا انکار کیا ہے وہ حقیقی مسلمان کیسے رہ سکتے ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ نبی بنا کر مبعوث فرمائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کی نبوت کی پیشگوئی فرمائیں اس کا انکار کر کے پھر اسلام کہاں باقی رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس نکتہ کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابلِ مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کیلئے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنیکی پیشگوئی کی۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مواخذہ کے قابل کون ہے؟

یہاں پر اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والوں کے متعلق جب ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ مواخذہ کے قابل ہیں کیونکہ مواخذہ کے لئے اتمام حجت کا ہونا ضروری ہے۔ جن لوگوں پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور پھر بھی انہوں نے آپ کو قبول نہیں کیا وہ تو بیشک قابل مواخذہ ہیں لیکن وہ لوگ جن پر اتمام حجت نہیں ہوا گو ظاہری فتویٰ کے لحاظ سے وہ بھی آپ کے منکرین کے گروہ میں ہی شامل ہونگے لیکن ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ قابل مواخذہ ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے ہیں "اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا قابلِ مواخذہ نہیں ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۸۰)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں "جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونیکے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابلِ مواخذہ ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۷۸) اس سے ظاہر ہے کہ قابلِ مواخذہ ہونا اور کافر ہونا یہ دونوں باتیں الگ الگ ہیں۔ ہر ایک منکر کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ قابلِ مواخذہ بھی ہو۔ کیونکہ مواخذہ کے لئے اتمام حجت کی شرط ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے منکروں کو مسلمان کہنا

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر مسلمان نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنی تحریروں میں انہیں مسلمان کے نام سے کیوں خطاب کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنے منکروں کو ان کے ظاہری نام کی وجہ سے مسلمان لکھا ہے کیونکہ عرفِ عام کی وجہ سے جب ایک نام مشہور ہو جائے تو پھر خواہ حقیقت اس میں موجود نہ بھی رہے اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے پس خواہ مسلمان اس زمانہ میں حقیقتِ اسلام سے بہت دور ہو چکے ہیں اور وہ صحیح اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کر رہے لیکن پھر بھی انہیں مسلمان کے نام سے ہی پکارا جائے گا۔ جس طرح قرآن مجید نے عیسائیوں کو باوجودیکہ وہ عیسویت کی صحیح تعلیم سے دور جا پڑے تھے نصاریٰ کے نام سے ہی پکارا ہے۔ اس کا یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطلب ہرگز نہیں کہ وہ لوگ قرآن مجید کے نزول کے وقت بھی حقیقی رنگ میں نصارٰی تھے۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کی صحیح تعلیم پر چلنے والے تھے بلکہ صرف عرف عام کیوجہ سے انہیں نصارٰی کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عرفِ عام کیوجہ سے اپنے منکرین کو مسلمان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اگرچہ وہ حقیقت اسلام سے دور جا پڑے تھے۔ اور اسلام کی تعلیم پر ان کا عمل نہیں رہا تھا۔ اور پھر اس اندیشہ سے کہ لوگ آپ کے منکرین کو مسلمان کہنے کی وجہ سے دھوکا نہ کھائیں آپ نے بعض مقامات پر ان کے متعلق "رسمی مسلمان" اور "وہ لوگ جو اسلام کا دعوٰی کرتے ہیں" کے الفاظ استعمال فرما کر اس حقیقت کو آشکار کر دیا ہے کہ آپ کا غیر احمدیوں کو مسلمان کہنا عرف عام کی وجہ سے ہے حقیقی مسلمان اس سے مراد نہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت کہہ سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئی ہیں مگر ایک کھڑکی" (ایک غلطی کا ازالہ) اسی طرح آپ فرماتے ہیں "جب مسیح موعود نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوٰی اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸)

کلمہ گو مسلمان کافر کیسے ہو سکتے ہیں؟

غیر مبایعین کی طرف سے جماعت احمدیہ پر یہ اعتراض خصوصیت سے کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر کافر ہیں تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ایک شخص کے مسلمان بننے کیلئے کلمہ طیبہ کافی نہیں ہے اور جب تک وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں بن سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ محض کسی شخص کا کلمہ پڑھ لینا تو اس کے حقیقی مسلمان ہونے کیلئے کافی نہیں ہو سکتا کئی ہندو اور آریہ مناظر اپنی تقریروں میں اعتراض کرنے کی نیت سے کلمہ پڑھتے ہیں۔ اب کیا ان کے کلمہ پڑھ لینے سے انہیں مسلمان سمجھا جائیگا۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا ہے۔ کہ اگر ایک کلمہ گو مسلمان دوسرے کلمہ گو مسلمان کو کافر کہے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے رہتے ہیں۔ اب دیکھ لو کہ کس طرح کلمہ گو مسلمان حدیث نبویؐ کے ماتحت کافر ہو جاتے ہیں۔ اور پھر یہ اعتراض تو ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ حضرت موسٰے علیہ السلام سے تیرہ سو سال کے بعد حضرت عیسٰے علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ ان کی شریعت بھی حضرت موسٰی علیہ السلام کی ہی شریعت تھی۔ مگر انہیں نہ ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے کافر ہی قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہاں پر بھی اعتراض ہو سکتا تھا کہ جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی کتاب پر ایمان لائے ہیں وہ حضرت عیسےٰ ؑ کے انکار کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ موسوی شریعت کے ہی تابع نبی ہیں۔ پس جس طرح موسوی مسیح کے نہ ماننے والے باوجود حضرت موسیٰ ؑ پر ایمان لانیکے کافر ہو سکتے ہیں اسی طرح محمدی مسیح کے مُنکر باوجود کلمہ گو ہونے کے حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ماننا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ کے ارشادات کو مانا جائے اور آپ کا واضح ارشاد ہے کہ آپ کی امت میں ایک موعود مسیح آئیگا اسے ماننا ضروری اور فرض ہے جو اس کو نہیں مانتا وہ حقیقۃً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا پس وہ حقیقی مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔

اس جگہ اس بات کا اظہار کر دینا بھی غیر مناسب نہ ہوگا۔ کہ ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین کو مسلمان نہیں سمجھتے تو یہ کسی گالی یا سختی کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک دینی حقیقت کا اظہار ہے۔ ہماری تو یہ تڑپ اور دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس صداقت سے بہرہ ور کرے اور وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو کر حقیقی اسلام کو اختیار کریں۔ ہاں جب تک خدا تعالیٰ کی اس تقدیر کا اجرا نہیں ہوتا اس وقت تک ہم اس بات پر مجبور ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین کو الٰہی ارشاد کے ماتحت حقیقی مسلمان نہ کہیں۔ البتہ عرف عام کے لحاظ سے ان کا یہ نام کوئی نہیں چھین سکتا۔ اور ہم بھی انہیں مسلمان کہکر ہی پکارتے ہیں ۞

قرآن مجید کے اوامر و نواہی:۔ یہ تین سو صفحہ کی کتاب ہے اسمیں قرآن مجید کی وہ تمام آیات بمعہ ترجمہ درج ہیں، جن میں کسی چیز کے کرنے کا حکم یا اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ گویا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام بصورت امر یا نہی دیئے ہیں وہ سب آپ کو یکجا اس کتاب میں مل جائینگے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو بحیثیت مجموعی نظر کے سامنے رکھنے کیلئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ اصلی قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ر مجلد کی قیمت ۱۲ر محصولڈاک ۴ر۔ ملنے کا پتہ:۔

مینجر رسالہ ریویو۔ اردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ جب کسی نبی کو دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے مبعوث فرماتا ہے تو یہ اس کی قدیم سے سنت ہے کہ اس وقت وہی لوگ اس کے مقبول ہوتے ہیں جو اس نبی پر ایمان لاکر الٰہی جماعت میں شامل ہوں۔ کیونکہ سلسلہ نبوت کے قیام سے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ مومنوں اور غیر مومنوں کی جماعت الگ الگ نظر آجائے اور ان میں امتیاز قائم ہوجائے۔ اسی غرض و غایت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الٰہی ارشاد کے ماتحت اپنی جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے الگ کر لیا۔ اور امتیازی طور پر اس کا نام احمدی جماعت رکھا۔ اور اپنی جماعت کو یہ تاکید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو منہاج نبوت پر قائم کیا ہے اس لئے دینی معاملات میں غیر احمدیوں سے مشارکت نہ کرو۔ بلکہ اپنی جداگانہ تنظیم قائم کرو۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اور ترقی اور کامیابی کے حصول کا یہی ذریعہ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ ایک الگ جماعت بنانا چاہتا ہے اس لئے اس کے منشاء کی کیوں مخالفت کی جائے جن لوگوں سے وہ جدا کرنا چاہتا ہے بار بار ان میں گھسنا یہی تو اس کے منشاء کے مخالف ہے۔" (البدر ۲۰ر فروری ۱۹۰۳ء) پھر ایک اور جگہ غیر احمدیوں کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"خدا فرماتا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو۔ وہ اگر چاہے گا تو ان کو خود دوست بنا دے گا یعنی وہ مسلمان ہوجائیں گے۔ خدا نے منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو چلایا ہے۔ مداہنہ سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اپنا حصہ ایمان کا بھی گنواؤ گے۔" (البدر ۱۵ر مئی ۱۹۰۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ ارشادات واضح ہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت اپنی جماعت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ دینی معاملات میں دوسرے مسلمانوں سے الگ رہتے ہوئے اپنی علیحدہ تنظیم قائم کریں۔ اس سے انہیں خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت حاصل ہوگی۔ اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ عملی طور پر غیر احمدیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے تین مسائل ہیں۔ نماز۔ رشتہ ناطہ اور جنازہ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تینوں مسائل میں جماعت کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ وہ اس میں غیر احمدیوں کے ساتھ شرکت اختیار نہ کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ مسئلہ نماز کے متعلق آپ فرماتے ہیں:-

۱- "یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸ حاشیہ)

۲- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ آپ نے اس کا جواب فرمایا کہ "پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو۔ اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔" (الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۳- اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں "صبر کرو اور اپنی جماعت سے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونیوالے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کیلئے ہے تم اگران سے رلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھیگا پاک جماعت اگر الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔" (الحکم ۱۰ر اگست ۱۹۰۱ء)

۴- حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر اور مخلص صحابہ میں سے تھے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے پاس بعض لوگوں کی طرف سے ایسے خطوط آئے جن میں یہ سوال درج تھا کہ کیا غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا تو حضور نے بڑے جوش سے فرمایا "میرا وہی مذہب ہے جو ہمیشہ سے ظاہر کرتا ہوں کہ کسی غیر مبائع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اس کی کیسی ہی تعریف کریں نماز نہ پڑھو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہے اگر کوئی شخص متردّد یا مذبذب ہے تو وہ بھی مکذّب ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی میں اور اس کے غیر میں تمحیص و تمیز کرے۔" مَیں نے یہ امر سُنکر باآوازِ بلند حاضرین کو کہا کہ سن لو! اب یہ بات صفائی سے پھر طے ہو گئی۔ پھر پوچھ لو۔ پھر پوچھ لو۔ حضرت اقدس تشریف رکھتے ہیں آئندہ کسی کو خلاف کرنے یا کہنے کی کوئی وسعت نہ رہے۔" (الحکم ۱۰ر دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء)

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسئلہ نماز کے متعلق یہی چار حوالجات کافی ہیں۔ ان میں صراحت کے ساتھ یہ بتا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر احمدیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے اور جو شخص احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ خدا کے الزام کے نیچے آنیوالا ہوتا ہے۔ ان اقتباسات میں اس امر کی بھی وضاحت ہو گئی ہے کہ اگر کسی جگہ نماز کا امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی سے ناواقف ہے تو اس کی اقتداء میں بھی نماز پڑھنے سے پہلے اسے آپ کے دعویٰ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اس کے بعد اگر وہ تصدیق کر کے ایمان لانیوالوں میں شمولیت اختیار کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور اگر وہ آپ کی تصدیق نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ غیر مبایعین کی طرف سے عام طور پر یہ شبہ پیدا کیا جاتا ہے کہ صرف مُنہ سے تصدیق کرنا کافی ہے بیعت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس کے لئے حوالہ نمبر ۴ کے الفاظ بہت اچھی تشریح کرتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "کسی غیر مبایع کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اسکی کیسی ہی تعریف کریں نماز نہ پڑھو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔" ان الفاظ میں کس وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ امامت کیلئے صرف مُنہ کی تصدیق کافی نہیں۔ بلکہ بیعت کرنا اور حقیقی طور پر سچے دل سے ایمان لانا ضروری ہے اور غیر مبایع یعنی بیعت نہ کرنیوالے کے پیچھے خواہ کیسا ہی ہو نماز پڑھنی جائز نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے کوئی شخص احمدیّت کا دعویٰ کرتے ہوئے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے عمل حبط ہیں اور ان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان واضح ارشادات کے بعد عقلی لحاظ سے اگر اس مسئلہ کو دیکھا جائے تو اس میں بھی انسان اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ایک احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ نماز میں انسان اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور اس سے اپنی بہتری اور بہبودی کے لئے دُعا مانگتا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ امام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب نمازیوں کا ایک لحاظ سے نمائندہ ہوتا ہے اب امام اگر ایسا شخص ہے جو خدا کے مامور اور مرسل کا منکر ہے تو وہ اس پر ایمان لانیوالے احمدیوں کی صحیح نمائندگی ہرگز نہیں کرسکتا۔ اس سے یہ توقع ہی نہیں ہوسکتی کہ وہ خدا کے دربار میں کسی احمدی کے لئے دُعا کرے گا۔ کیونکہ اس کے عقیدہ کے مطابق تو خدا کا مرسل و مسیح نعوذ باللہ ایک مفتری اور جھوٹا انسان ہے اور اس پر ایمان لانیوالے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو وہ بھلا ایسے لوگوں کی بہتری کیلئے خدا سے کیا دعا کریگا۔ لیکن اس کے برعکس اگر احمدی امام ہوگا تو وہ چونکہ خدا کے مرسل پر ایمان لانیوالا ہے اور اس کے دل میں دوسروں کیلئے بھی تڑپ اور جذبہ موجود ہے کہ وہ بھی اس الٰہی ہدایت اور نور سے جلد بہرہ ور ہوں اسلئے وہ خدا کے حضور میں غیر احمدیوں کیلئے بھی دعا مانگیگا کہ اے خدا! ان لوگوں کو بھی اپنے برگزیدہ مسیح پر سچا ایمان لانے کی توفیق عطا فرما۔ تاکہ یہ تیرے مومن بندے بنکر تیری رضا کو حاصل کریں۔ علاوہ ازیں وہ لوگ جو خدا کے رسول کے منکر ہوتے ہیں اس لئے بھی امامت کے حقدار نہیں ہوتے کہ ان پر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا بلکہ اس کے رسول کے انکار کرنے کی وجہ سے وہ ان پر ناراض ہوتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اگر اس کے حضور میں نمائندہ بنایا جائے۔ تو یہ بات اس کی غیرت کے سراسر خلاف اور اسے غصہ دلانے کے مترادف ہے کہ نماز کا امام ایسے لوگوں کو بنایا جائے جو اس کی ناراضگی کا موجب ہیں۔ پس عقلی لحاظ سے بھی کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے ؛

مجمع البحرین یا اسلامی تصوّف

اس کتاب میں دو مضمون ہیں۔ ایک وہ جو سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "حقیقی اسلام سلسلہ احمدیہ" کے موضوع پر ویمبلے (انگلینڈ) کی مذہبی کانفرنس کیلئے رقم فرمایا۔ اور دوسرا وہ جو اسی کانفرنس میں پڑھنے کیلئے "اسلامی تصوّف" کے موضوع پر حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب نے تحریر فرمایا یہ مضامین یورپ اور مختلف ممالک کے عمائد میں نہایت پسند کئے گئے۔ اور وہ سب مضامین پر بالا رہے۔ "اسلامی تصوّف" اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات کو ایک نظر سے سمجھنے کے لئے یہ رسالہ بہت موزوں ہے۔ قیمت صرف ۳ر محصولڈاک ار

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر ریویو اُردو۔ قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشتہ ناطہ

اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی مامور اور مرسل کے ذریعہ ایک نیا نظام قائم کرتا ہے تو اس وقت اس نظام کی تشکیل اور تنظیم تدریجی طور پر ہوتی ہے چنانچہ دنیا کے کامل ترین مذہب اسلام میں بھی بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں تدریجی ترقی کے اصول کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید کا نزول متواتر تیئیس ۲۳ سال تک ہوتا رہا۔ اور اتنے عرصہ کے بعد اسلامی شریعت کی تکمیل ہوئی۔ اسی طرح اسلامی پردہ کے احکام۔ نکاح کے مسائل اور شراب نوشی کی ممانعت کے احکام تدریجی طور پر نازل ہوئے اسی الٰہی سنّت کے ماتحت احمدیت کی تنظیم بھی آہستہ آہستہ تدریجی طور پر عمل میں آئی اور چونکہ یہ نظام اسلام کے تابع اور اسی کی تجدید کے لئے خدا کی طرف سے قائم کیا گیا تھا اور شریعت کے ایک ہونے کی وجہ سے لوگ آپس میں ملے جلے تھے اس لئے احمدیت کی علیحدہ تنظیم نے کافی وقت لیا۔ اور شروع شروع میں بعض مسائل میں نرمی تھی مگر بالآخر اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے ماتحت ان مسائل میں امتیاز پیدا کر کے غیر احمدیوں سے یکلی علیحدگی اختیار کر لی گئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہی منشاء تھا کہ "پاک جماعت اگر الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء) انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ رشتہ ناطہ کا ہے کہ ابتداء میں اس بارہ میں نرمی تھی۔ اور احمدی لڑکیوں کے رشتے غیر احمدیوں کے ساتھ ہو جاتے تھے مگر ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی ارشاد کے ماتحت اپنی جماعت کو اس بات کی ممانعت فرما دی۔ کہ آئندہ کسی احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کو نہ دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصّب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں۔ ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں۔ جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں۔ دولت میں۔ علم میں۔ فضیلت میں۔ خاندان میں۔ پرہیزگاری میں۔ خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجّال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں کے ثناخواں اور تابع ہیں۔ یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔" (اشتہار ۷ رجون ۱۸۹۸ء)

۲۔ اسی طرح آپ فرماتے ہیں "غیر احمدی کی لڑکی لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے مگر اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیئے۔ اگر ملے تو بے شک لو۔ لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔" (الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۰۸ء)

اس عبارت میں وضاحت کے ساتھ یہ ہدایت فرمادی ہے کہ کسی احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی سے نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ بات گناہ کا موجب ہے ہاں جس طرح اسلام میں اہل کتاب کی لڑکی لینا جائز ہے اسی طرح غیر احمدی لڑکی سے احمدی لڑکے کا رشتہ ہو سکتا ہے۔ مگر احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی سے نہیں ہو سکتا۔

۳۔ ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ضلع گجرات کے ایک احمدی نے لکھا کہ انکی ایک ہمشیرہ ہیں جنہوں نے بیعت تو نہیں کی مگر وہ سلسلہ احمدیہ کی مخالفت بالکل نہیں کرتیں۔ ان کے لڑکے کے ساتھ میں اپنی لڑکی کے رشتہ کا وعدہ کر چکا ہوا ہوں اس کی اجازت دی جائے۔ تو اس کے جواب میں حضرت اقدس نے انہیں لکھوایا۔ کہ "یہ امر بالکل ہمارے طریق کے برخلاف ہے۔ کہ آپ اپنی لڑکی ایک ایسے شخص کو دیں جو کہ اس جماعت میں داخل نہیں یہ گناہ ہے۔۔۔۔ یہی آپ کے واسطے امتحان کا وقت ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہیئے۔۔۔۔۔ آپکی بہن اور اس کا بیٹا بالغ عاقل ہیں خدا کے نزدیک وہ مجرم ہیں کہ سلسلہ حقہ میں داخل نہیں ہوتے۔ ان کو سمجھاؤ اگر سمجھ جائیں تو بہتر ورنہ خدا کو کسی کی کیا پرواہ ہے پس یہ قطعی حکم ہے کہ جو لڑکا احمدی نہ ہو اس کو لڑکی دینا گناہ ہے۔" ("رسالہ احمدی لڑکی کا غیر احمدی کے ساتھ رشتہ کرنے کی ممانعت"۔ مرتبہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے ان ارشادات سے ظاہر ہے کہ کسی احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی سے کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے اس فعل کو گناہ قرار دیا ہے اور ایسا کرنیوالوں کو الٰہی جماعت کے ممبر بننے کا مستحق نہیں سمجھا۔ عقلی لحاظ سے بھی اگر غور کیا جائے تو کسی احمدی لڑکی کا غیر احمدی کے ساتھ رشتہ کرنا دین و دنیا دونوں لحاظ سے نقصان دہ ہے۔ ایک غیر احمدی لڑکی اگر کسی احمدی خاندان میں آئے گی تو وہ وہاں کی فضاء سے متاثر ہو کر احمدیت کی طرف مائل ہوگی اور ایسے بیسیوں واقعات ہیں کہ احمدی خاندان میں جب کسی غیر احمدی لڑکی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشتہ ہوا تو احمدیت کے پاکیزہ ماحول سے متاثر ہو کر وہ بھی بیعت کنندگان میں شامل ہو گئی۔ بلکہ اس کے دوسرے خاندان کے افراد پر بھی اس کا اچھا اثر پڑا لیکن اس کے برعکس جب کوئی احمدی لڑکی کسی غیر احمدی خاندان میں جاتی ہے تو اسے اپنی زندگی احمدیت کے مخالف ماحول میں بسر کرنی پڑتی ہے اور صبح و شام اسے ایسے لوگوں میں رہنا پڑتا ہے جو احمدیت اور بانئے سلسلہ عالیہ کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرنیوالے ہوتے ہیں اور بسا اوقات وہ لڑکی کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ احمدیت کو ترک کر دے بلکہ کئی واقعات اس قسم کے رونما ہو چکے ہیں کہ اگر کسی احمدی نے خلاف تعلیم احمدیت اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی خاندان میں کر دیا تو پھر وہاں پر اس احمدی لڑکی کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ وہ احمدیت کو ترک کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرے اور ایسے رشتہ کا ایک نہایت ہی افسوسناک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس احمدی لڑکی سے جو اولاد ہوتی ہے وہ غیر احمدی خاوند اور اس کے دوسرے غیر احمدی رشتہ داروں کی وجہ سے عموماً غیر احمدی ہی ہوتی ہے۔ اس طرح گویا ایک لڑکی غیر احمدی کو دینے کی وجہ سے آئندہ کئی نسلیں غیر احمدی پیدا ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے جو شخص اپنی ایک احمدی لڑکی کا رشتہ کسی غیر احمدی کے ساتھ کر دیتا ہے۔ وہ صرف اپنی لڑکی کی احمدیت کو ہی خطرہ میں نہیں ڈالتا بلکہ اس کی اولاد کو بھی احمدیت سے محروم کرنے والا ہوتا ہے۔ اور یہ بات جس قدر خطرناک اور موجب گناہ ہے وہ ظاہر ہی ہے۔ پس کسی احمدی کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کہ وہ اپنی احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کو دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی ارشاد ہے۔ اور عقلی طور پر بھی یہی طریق سلامتی کا ہے ؛

اسلامی اخلاق:- حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پانچسو احادیث کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ اخلاقی، علمی اور عملی اسباق کا بینظیر مجموعہ ہے اسکے مطالعہ سے آپ اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے خد و خال سے واقف ہو سکیں گے اور آپکو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ دنیا کے اس عظیم الشان مصلح نے کسطرح اپنے پاکیزہ اقوال سے انقلاب پیدا کیا۔ قادیان کے لڑکوں اور لڑکیوں کی درسگاہوں میں یہ کتاب بطور نصاب داخل ہے کیونکہ بچوں کیلئے یہ نہایت مفید ہے ضخامت دو سو صفحہ۔ کاغذ۔ کتابت اور طباعت نہایت عمدہ قیمت فی نسخہ ۶/۔ تین نسخوں کی قیمت ایک روپیہ؛ ملنے کا پتہ :- مکتبہ احمدیہ قادیان ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ جنازہ

{ نوٹ :- اس مسئلہ کی تفصیل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تصنیف "مسئلہ جنازہ کی حقیقت" میں ملاحظہ فرمائیں۔ }

اسلام میں جنازہ کی نماز ایک دُعا ہے۔ جو ہر مرنیوالے کیلئے اس کے دفن کرنے سے پیشتر کی جاتی ہے جس میں خدا تعالیٰ سے اس کی مغفرت اور بلندئ درجات کی دعا کی جاتی ہے۔ اور اس دعا کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جو مسلمان ہو اور امام وقت کی تصدیق کرنے والا ہو جو شخص خدا کے قائم کردہ نظام میں شریک نہیں ہوتا اور اس کے مامور اور مرسل کی تصدیق نہیں کرتا۔ بلکہ مخالفت کرنیوالوں میں شامل ہو کر اس کی تکذیب کے در پے رہتا ہے وہ اس دعا کا مستحق کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا کہ جب تک کوئی شخص آپ کی تصدیق نہ کرتا آپ اس کے لئے جنازہ کی نماز نہ پڑھتے۔ خواہ ظاہری لحاظ سے وہ آپ کی عزت کرنیوالا اور آپ کو نیک اور با اخلاق ہی سمجھنے والا ہوتا۔ جیسا کہ آپ کے چچا ابوطالب کی مثال نمایاں طور پر ہمارے سامنے ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت تعریف کرتے تھے اور ایک زمانہ تک آپ کی پرورش بھی بڑے عمدہ طریق پر کرتے رہے اور نہ صرف یہ کہ وہ آپ کی مخالفت نہیں کرتے تھے بلکہ مخالفت کرنیوالوں کی ایذا رسانی سے بھی آپ کو حتی المقدور بچاتے تھے۔ لیکن ان سب باتوں کے علاوہ چونکہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق نہیں کی تھی اس لئے ان کی وفات پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز ادا نہیں کی۔

اسی اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے جب اللہ تعالیٰ نے ایک الگ جماعت قائم فرمائی تو آپ نے بھی اپنی جماعت کو غیر مصدقین اور مخالفوں کی نماز جنازہ میں شامل ہونے سے منع فرما دیا اور آپ نے ایک فرمان کے ذریعہ سے اس بات کی وضاحت فرما دی کہ جو لوگ مُنہ سے آپ کو اچھا اور نیک کہتے ہیں، لیکن تصدیق نہیں کرتے وہ بھی منافق طبع اور مخالفین ہی میں شامل ہیں کیونکہ اگر وہ واقعی طور پر دل سے آپ کو نیک سمجھتے ہیں تو پھر آپ کی تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ اور آپ کی جماعت میں کیوں شامل نہیں ہو جاتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب ایک شخص کو نیک اور راستباز مانا جائے۔ تو پھر اس کے دعویٰ کو بھی سچا ماننا پڑیگا۔ ورنہ محض زبانی اور نمائشی اقرار منافقت کی علامت ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔ "جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔ ایسے لوگ اصل میں منافق طبع ہوتے ہیں۔ ان کا یہ اصول ہوتا ہے کہ با مسلماں اللہ اللہ۔ با برہمن رام رام۔ ان لوگوں کو خدا سے تعلق نہیں ہوتا۔" (البدر ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء) اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جب تک ایک انسان عملی طور پر تصدیق کر کے مصدقین کے گروہ میں شامل نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ الٰہی نظام میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اور محض منہ سے نیک کہنا اور دل سے اس کی تصدیق نہ کرنا یہ منافقت اور مخالفت کی علامت ہے۔

اس اصل کے سمجھنے کے بعد جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر نگاہ ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی جماعت کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ان کے لئے کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جو شخص احمدیت کا مصدق نہیں وہ اس دعا سے کبھی حصہ نہیں لے سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد اور عمل دونوں اس امر کی تائید میں ہیں کہ کسی احمدی کا غیر احمدی کے جنازہ میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔

۱۔ غیر احمدیوں کے جنازہ جائز نہ ہونے کی پہلی مثال سر سید احمد خاں صاحب بانی علی گڑھ کالج کے جنازہ کی ہے۔ وہ ۱۸۹۸ء میں فوت ہوئے اور یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے ایک ممتاز لیڈر تھے اور وہ صلح کل پالیسی کے مالک تھے کبھی کسی فرقہ کی مخالفت کرنیوالوں میں شامل نہیں ہوتے تھے۔ ان کی وفات پر لاہور کے بعض احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھی یہ تحریر کیا کہ سر سید احمد خاں صاحب کا جنازہ پڑھا جائے۔ اور بیرونی احمدی جماعتوں کو بھی ان کا جنازہ پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ارشاد فرمایا۔ وہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹی کے ایک خط میں ذیل کے الفاظ میں درج ہے "متوفی (یعنی سر سید کی) وفات کا سنکر خاموش رہے ہماری لاہوری جماعت نے متفقاً زور و شور سے عرضداشت بھیجی کہ وہاں (یعنی قادیان میں) جنازہ پڑھا جائے اور پھر نوٹس دیا جائے کہ سب لوگ جماعت کے ہر شہر میں اسی تقلید پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنازہ پڑھا جائے اس سے نوجوانوں کو یقین ہوگا کہ ہمارا فرقہ صلح کل فرقہ ہے اس پر حضرت صاحب کا چہرہ سُرخ ہو گیا فرمایا اور لوگ نفاق سے کوئی کارروائی کریں تو بچ بھی جائیں۔ مگر ہم پر تو ضرور غضب الٰہی نازل ہو۔ اور فرمایا ہم تو ایک محرک (خدا) کے ماتحت ہیں۔ بے اسکی تحریک کے کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ ہم کوئی کلمہ بد اسکے حق میں کہتے ہیں اور نہ کچھ اور کرتے ہیں۔ تفویض الی اللہ کرتے ہیں۔ فرمایا جس تبدیلی کے ہم منتظر بیٹھے ہیں اگر ساری دنیا خوش ہو جائے اور ایک خدا خوش نہ ہو تو کبھی ہم مقصود حاصل نہیں کر سکتے۔" (خط حضرت مولوی عبد الکریم صاحب بنام خان محمد خان صاحب کپور تھلہ ۱۸ر اپریل ۱۸۹۸ء عکس الفضل ۸ر مارچ ۱۹۱۵ء میں شائع ہو چکا ہے)

یہ حوالہ کیسا واضح ہے جس میں یہ صراحت کر دی گئی ہے کہ ایک غیر احمدی خواہ وہ سر سیّد احمد خان صاحب کی طرح کتنا صلح کل پالیسی کا حامی ہو اور مخالفت اور تکفیر کرنیوالوں میں بھی شامل نہ ہو لیکن جب تک وہ تصدیق کر کے مصدقین کی جماعت میں شامل نہ ہو اس کا جنازہ جائز نہیں ہے۔ بلکہ آپ نے ایسے شخص کے جنازہ کو بھی نفاق کا موجب قرار دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے شخص کا غیر مکفر اور غیر مخالف ہونا اسے اس وقت تک جنازہ کی دُعا کا مستحق نہیں بناتا جب تک کہ وہ عملی طور پر تصدیق نہ کرے اور اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل نہ کر لے۔

۲۔ پھر جنازہ غیر احمدیاں کی مخالفت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واضح حوالہ حسب ذیل ہے:۔ "ایک صاحب نے پوچھا کہ ہمارے گاؤں میں طاعون ہے اور اکثر مخالف مکذب مرتے ہیں ان کا جنازہ پڑھا جائے کہ نہ؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فرض کفایہ ہے اگر کنبہ میں سے ایک آدمی بھی چلا جاوے تو ہو جاتا ہے مگر یہاں ایک تو طاعون زدہ ہے کہ جس کے پاس جانے سے خدا روکتا ہے دوسرے وہ مخالف ہے خواہ مخواہ تداخل جائز نہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو۔ اگر وہ چاہے گا تو ان کو خود دوست بنا دیگا یعنی وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ خدا نے منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو چلایا ہے مداہنہ سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنا حصہ ایمان کا بھی گنواؤ گے۔" (البدر ۱۵ر مئی ۱۹۰۳ء)

یہ حوالہ نہایت ہی واضح اور صاف ہے جس میں اس مسئلہ کے ہر ایک پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کھلے اور صاف الفاظ میں اس حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے۔

(۱) غیر احمدیوں کا جنازہ جائز نہیں ہے۔

(ب) احمدیوں کو خواہ مخواہ غیر احمدیوں کے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔

(ج) اللہ تعالیٰ غیر احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتا اس لئے دینی امور میں ان سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے۔

(د) سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے منہاج نبوت پر چلایا ہے اسلئے اس میں داخل نہ ہونیوالوں کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو نبیوں کے منکروں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔

(س) احمدیوں کو غیر احمدیوں کے معاملات میں دخل دیکر مداہنت کا رنگ نہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ اس سے ایمان ضائع ہو جائے گا۔

یہ وہ امور ہیں جو اس حوالہ سے واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں۔ ان کے بعد بھی اگر کسی احمدی کہلانے والے کے دل میں یہ خلجان پیدا ہوتا ہے کہ وہ غیر احمدیوں کے جنازہ میں شریک ہو۔ اور احمدیت کے امتیازی مسائل میں ان کے ساتھ شمولیت اختیار کرے تو اس کی احمدیت کے متعلق یہی کہنا پڑے گا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؀

۳۔ اس تعلق میں تیسرا حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ عملی نمونہ ہے جو آپ نے اپنے لڑکے مرزا فضل احمد صاحب کی وفات پر قائم کیا۔ مرزا فضل احمد صاحب آپ کی پہلی بیوی کی اولاد میں سے تھے اور گو انہوں نے اپنی زندگی میں آپ کی بیعت نہیں کی۔ مگر انہوں نے آپ کی ظاہری رنگ میں کبھی مخالفت اور تکذیب بھی نہیں کی بلکہ بہت ہی فرمانبردار اور مؤدّب واقع ہوئے تھے وہ ۱۹۰۴ء میں جب فوت ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت صدمہ ہوا۔ مگر چونکہ انہوں نے احمدیت کو قبول نہیں کیا تھا اس لئے آپ نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا اور جماعت کے دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شرکت کی اجازت نہ فرمائی۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اپنی ذاتی شہادت کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں " آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا۔ جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی بلکہ میرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمانبرداری رہا ہے...... وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی نہ ہونگے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور بیوی کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھکر حضرت صاحب کو بھیجدی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔" (انوار خلافت صفحہ ۹۱)

اسی طرح جناب بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت پرانے اور نہایت مخلص صحابی ہیں اپنی ایک شہادت میں اس کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مرزا فضل احمد صاحب کے جنازہ کی اطلاع ملی تو "حضور کے چہرہ پر اداسی اور غم کے آثار نمایاں ہو گئے اور آواز میں رقت پیدا ہو گئی۔ اور حضور نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو جو اس وقت مجلس میں حاضر تھے مخاطب فرما کر فرمایا کہ فضل احمد ہمیشہ ہمارا فرمانبردار رہا ہے اس نے کبھی ہماری نافرمانی نہیں کی حتیٰ کہ ایک مرتبہ ہمارے اشارہ پر وہ اپنی بیوی کو طلاق دیکر اس کی علیحدگی پر تیار ہو گیا تھا اور طلاق نامہ لکھکر ہمیں بھیجدیا تھا۔ حضور کا صاحبزادہ اور فرمانبردار صاحبزادہ ہونے کی وجہ سے خیال تھا کہ حضور جنازہ پڑھائیں گے مگر نہ حضور نے خود پڑھا اور نہ کسی کو جنازہ میں شرکت کی اجازت دی.... میں اس مجلس میں شریک تھا اور یہ سارا واقعہ میرے سامنے کا ہے۔" (الفضل ۲۳ ۱؍۴۱)

اس واقعہ پر غور کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا فرزند جو نہایت ہی فرمانبردار اور مؤدب تھا فوت ہو جاتا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ احمدی نہیں تھا حضور نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ اپنی جماعت کے دوسرے افراد کو بھی شمولیت کی اجازت نہ فرمائی۔ اپنے لخت جگر کی وفات کی وجہ سے دل غمگین ہے آنکھوں میں آنسو ہیں اس بیقراری اور صدمہ کی حالت میں کبھی مرنے والے بیٹے کی فرمانبرداری یاد آتی ہے اور کبھی اس کا مؤدب ہونا آنکھوں کے سامنے آتا ہے مگر ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے جب اس کے لئے آخری دعا کرنے یعنی جنازہ کا سوال پیش ہوتا ہے تو آپ اپنی پدرانہ محبت والفت اور بیٹے کی فرمانبرداری اور انکساری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خدائی حکم کے آگے اپنا سر جھکا دیتے ہیں۔ اور اس کے سوا احمدی نہ ہونے کی وجہ سے نہ خود جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور نہ اپنی جماعت کے کسی اور شخص کو اس میں شامل ہونیکی اجازت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے ہیں۔ اپنے جذبات کی کتنی زبردست قربانی اور الٰہی قانون کی کیسی شاندار پابندی ہے۔ اے خدا کے برگزیدہ مسیح تجھ پر لاکھوں سلام۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عملی نمونہ اور دوسرے ارشادات سے ظاہر ہے کہ صرف احمدی کا جنازہ ہی جائز ہے۔ اور کسی غیر احمدی کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ جو شخص خدا کے مامور کی تصدیق نہیں کرتا وہ جنازہ کی دعا کا مستحق نہیں بن سکتا۔ اس کے لئے یہ دعا کیسے ہو سکتی ہے کہ اے خدا! اس بندے نے تیرے مامور اور رسول کی تکذیب کرتے ہوئے اسے قبول نہیں کیا تھا اور تیرے مامور کے منکروں اور مکذبوں اور مکفروں کے گروہ میں یہ شامل رہا۔ اس لئے اب تو اس کی مغفرت فرما۔ اور اسے جنت کے اعلیٰ درجات عطا کر۔ کیا ایسی دعا قرین قیاس ہو سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! اس دعا کا مستحق اور مصداق وہی شخص ہو سکتا ہے جو خدا کے مامور کی تصدیق کرنیوالا ہو۔ اور جو خدائی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ماننے والوں کے گروہ میں شامل ہو گیا ہو اس کے لئے یہ دعا فائدہ مند ہوتی ہے۔ اور اسی کے لئے رحیم خدا کی وسیع رحمت اپنا دامن پھیلائے کھڑی ہوتی ہے۔

آخری گذارش

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس رسالہ میں اختصار کے ساتھ ان سب مسائل کو بیان کر دیا گیا ہے جو جماعت احمدیہ اور غیر مبایعین کے درمیان امتیاز کرنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خلافت مسئلہ کفر و اسلام۔ غیر احمدیوں کی اقتدا میں نماز کی ممانعت۔ احمدی لڑکی کا غیر احمدی سے کے ساتھ رشتہ کرنے کی ممانعت اور جنازہ غیر احمدیان کا عدم جواز۔ ان سب مسائل کو قرآن مجید۔ احادیث حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور عقلی دلائل سے ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان دلائل میں اثر پیدا کرے اور انہیں قبولیت کا شرف عطا کر کے سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنائے آمین

غیر مبایعین اصحاب سے خصوصًا میری یہ گذارش ہے کہ وہ ان دلائل پر خلوص نیت سے غور کریں۔ اور دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے ایک جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز طور پر الگ قائم کیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے دنیا میں صحیح اسلامی تعلیم کا نمونہ پیش کیا جائے۔ غیر مبایعین آج احمدیت کے مسائل سے الگ ہو کر عام مسلمانوں کے ساتھ ملنے کی سعی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ انسانی قلوب بے شک اپنی کمزوری اور بے سروسامانی کی وجہ سے مایوس ہو کر دوسروں کا سہارا تلاش کرنیکی طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مائل ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت انہیں لوگوں کے شاملِ حال ہوتی ہے جو ان آزمائشوں اور تکلیفوں سے گھبراتے نہیں بلکہ اس امتحان میں پورے اُتر کر خدا تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے ہیں اور اس زمانہ میں احمدیت کی ترقی کے متعلق جو وعدہ دیا گیا ہے کہ:۔

"وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں" (تحفہ گولڑویہ صلا)

یہ انہیں لوگوں کے ذریعہ سے پورا ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر کامل طور پر عمل کرنیوالے ہیں۔ اور احمدیت کے امتیازی عقائد پر مضبوط چٹان کی طرح قائم ہیں۔ انہیں کے ذریعہ خدا کے نوشتے پورے ہونگے اور یہی لوگ اُس کے انعامات کے وارث بنیں گے۔ قضائے آسمانست ایں بہرحالت شود پیدا۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے ؛

نمبر ۵۹۸۸:۔ مَیں آمنہ بیگم زوجہ محمد کرامت اللہ قوم ملک پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حال پشاور چھاؤنی صوبہ سرحد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مبلغ ایکہزار روپیہ مہر بذمہ خاوند ہے اور میرا زیور طلائی تقریباً مبلغ -/۴۰۰ کا ہے اس کے علاوہ -/۵۲۵ روپے میں نے ناظر تعلیم و تربیت انجمن احمدیہ قادیان کو باصول تجارت قرضہ دیا ہوا ہے جس کے عوض مبلغ -/۵ روپیہ ماہوار منافع ملتا ہے۔ مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میرے مرنیکے اگر میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کراؤں تو وہ رقم میری مندرجہ بالا جائداد کی وصیت سے منہا کردیجائے۔ مذکورہ بالا وصیت کا کل ۱/۱۰ حصہ -/۱۹۲ بنتے ہیں جو باقساط ماہوار ادا کرونگی۔ العبد:۔ آمنہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ خلیل الرحمن احمدی سیکرٹری امور عامہ پشاور گواہ شد:۔ کرامت اللہ خاوند موصیہ ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۵۹۸۱ :- منکہ عبدالرحمٰن ولد حکیم فیروز الدین صاحب مرحوم قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۳۰/۱۲ء ساکن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۲۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائداد نہیں ہے میرا گذارہ اسوقت محض ملازمت پر ہے اور تنخواہ ماہوار بیس روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست انشاء اللہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا - اور اگر میرے مرنیکے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان کو قرار دیتا ہوں - العبد :- عبدالرحمٰن بقلم خود معرفت راجپوت سائیکل ورکس نیلہ گنبد لاہور ۔ گواہ شد :- محمود احمد بقلم خود - گواہ شد :- عبدالکریم سیکرٹری مال لاہور :

نمبر ۵۹۸۲ :- میں مرزا عطاء اللہ ولد محمد نصر اللہ صاحب قوم مغل پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالفضل قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱/۲۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - اسوقت تک میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے مجھے جیب خرچ کے طور پر والد صاحب کی طرف سے -/۵ روپے ماہانہ ملتے ہیں - میں اسکا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہونگا - اور آئندہ اپنی آمد یا جیب خرچ کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا - میرے مرنیکے بعد جسقدر بھی میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو انجمن اسکے دسویں حصہ کی حقدار ہوگی - العبد :- مرزا عطاء اللہ بقلم خود متعلم جماعت دوازدہم انڈیا کالج کپورتھلہ - گواہ شد :- محمد احمد کپورتھلہ ۲۲/۱/۲۱ء - گواہ شد :- مسعود احمد خلف منشی ظفر احمد مرحوم ۲۲/۱/۲۱ء :

نمبر ۵۹۸۳ :- میں محمد اسماعیل بقاپوری ولد مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری قوم جٹ حال طالب پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال (نئی دہلی) بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم ماہ ظہور ۱۳۲۰ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اسوقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے اسوقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو مبلغ -/۶۰ روپے ماہوار ہے - میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن قادیان کرتا رہونگا - نیز یہ بھی وصیّت کرتا ہوں کہ میرے مرنیکے وقت میری جسقدر جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد ہبہ کرسکوں تو جسقدر رقم اسکے حصہ میں داخل خزانہ کرکے رسید حاصل کرلونگا وہ رقم وصیت کردہ حصہ سے منہا کردیجائیگی :- العبد :- محمد اسماعیل بقاپوری - گواہ شد :- لطیف احمد طاہر نئی دہلی :- گواہ شد :- محمد ابراہیم بقاپوری :

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۵۹۸۵ :- مَیں سیّد محمد زاہد ولد مولوی سید عبدالرزاق صاحب قوم سید پیشہ پنشنر عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن موضع جیرام پور ڈاکخانہ سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ جو میرے غیر احمدی بھائیوں کے ساتھ مشترکہ ہے ۲۰ گونٹھ ہے جسکی قیمت تخمیناً ۲۵۰۱ روپے ہے اسکے علاوہ میری پنشن مبلغ ۴۲ روپے ماہوار ہے۔ مَیں اپنی جائداد غیر منقولہ اور پنشن کی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنیکے بعد اسکے علاوہ اور کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی :: العبد:۔ سید محمد زاہد۔ گواہ شد:۔ سیّد عبدالحلیم کٹکی سیکرٹری تبلیغ :: گواہ شد:۔ سیّد غلام محمد احمدی ساکن رسول پور سونگھڑہ سیکرٹری وصایا سونگھڑہ ضلع کٹک ::

نمبر ۵۶۲۹ :- منکہ جلال الدین ولد چوہدری اللہ بخش صاحب قوم جٹ ہنجرا پیشہ زمینداری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت نومبر ۱۹۱۶ء ساکن چک ۳۷ جنوبی ڈاکخانہ چک ۳۳ جنوبی ملکیوالہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۶/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں کیونکہ میرے والد صاحب بفضلِ خدا زندہ موجود ہیں۔ لیکن میرا گذارہ زمیندارہ آمد پر ہے۔ جس کا اندازہ سالانہ مبلغ چار سو پچاس روپیہ ہے۔ مَیں اپنی آمد کا دسواں حصہ سال کے دوران میں فصل ربیع اور خریف پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ مَیں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کردی ہے کہ سند رہے :: العبد:۔ جلال الدین موصی بقلم خود :: گواہ شد:۔ چوہدری ظہور احمد باجوہ بی۔ اے چک ۳۳ جنوبی ملکیوالہ :: گواہ شد:۔ چوہدری فیض احمد انسپکٹر بیت المال ::

خالص شہد، کستوری، زعفران اور سلاجیت منگانے کا پتہ:۔
چوہدری عبدالحلیم معرفت حضرت مولوی شیر علی صاحب قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دواخانہ نور الدینؓ

(بیادگار)

حضرت حکیم الامت طبیب شاہی حاجی الحرمین سیدنا نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ

(زیر نگرانی)

ابناء حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

آپ اپنی تمام طبّی ضرورتوں کے لئے "دواخانہ نور الدینؓ" کو لکھئے۔ کیونکہ اوّل یہی وہ دواخانہ ہے جسکے پاس حضرت حکیم الامۃ کی تمام عمر کے مجرّبات کا نچوڑ جس کو آخری عمر میں حضور نے ایک قلمی بیاض میں جمع کر دیا تھا بعینہٖ محفوظ ہے۔ دوئم دواؤں کی تیاری میں نہایت درجہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ اور چُن چُن کر صحیح، خالص اور مؤثر اجزاء خریدے اور فراہم کئے جاتے ہیں۔ اور وہ تمام جڑی بوٹیاں جو عام طور پر بازاروں میں نہیں ملتیں۔ یا جن کی بجائے عطّار اور پنساری غلط چیزیں فروخت کر دیتے ہیں۔ خاص طور پر صحیح جگہوں اور صحیح وقتوں میں کوشش کر کے مہیّا کی جاتی ہیں۔ اور کسی نسخہ میں اس کے قیمتی اجزاء کے قلیل القیمت بدل نہیں ڈالے جاتے۔

اس دواخانہ کے چند خاص الخاص مجرّبات کی فہرست آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

المشتہرین

ابناء حکیم الامت طبیب شاہی حضرت سیدنا نور الدینؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صندلین

انیمیا یا کمیٔ خون کا بہترین علاج:۔ خون تمام اعضاء بدن کو غذا اور روح پہنچاتا اور زہریلے مادوں کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ تمام اعضاء جسم خون سے ہی زندہ ہیں۔ خون بدن کے ہر ایک حصّہ کی غذا کے لئے مناسب مواد مہیّا کرتا ہے اور پستانوں میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے جو دودھ بننے کے لائق ہوں۔ اور خصیوں میں ایسی چیزیں پہنچاتا ہے جس سے مادۂ حیات بنتا ہے۔ اور صندلین میں وہ تمام اجزاء بہت بڑی مقدار میں موجود ہیں، جن پر خون کے پیدا ہونیکا انحصار ہے۔

کمیٔ خون خواہ کثرتِ حیض اور بواسیر سے ہو یا عرصہ تک کی بیماری مثلاً ملیریا وغیرہ میں مبتلا رہنے سے ان تمام حالات میں صرف صندلین کا استعمال ہی آپ کے لئے مفید ہے۔ صندلین خون کو صاف کرنے اور چہرہ کے رنگ کو نکھارنے کیلئے بھی اکسیر ہے اور حیض کی خرابیوں میں بھی اسکے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ ۔ پچاس قرص ایک روپیہ

اکسیر معدہ

یہ بطرز مرکب معدہ کی خاص دوا ہے۔ اس کے استعمال سے معدہ کے نازک نظام پر بڑا تسکین بخش اثر پڑتا ہے۔ بدہضمی، نفخ، کھٹے ڈکار۔ سینے کی جلن، پیٹ کی درد، باؤ گولہ، جی کا متلانا۔ بھوک کم لگنا، خرابی جگر۔ ان تمام بیماریوں کے لئے اکسیر معدہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ بیماری کے بعد یا کمزوری۔ کثرت کار یا ثقیل غذاؤں کے زیادہ استعمال سے جب معدہ کمزور ہو گیا ہو۔ تب ان خوش ذائقہ ٹکیوں کے استعمال سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور ہاضمہ کی قوت تیز ہو کر آپ کو اپنی غذا سے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اور بواسیر میں بھی مفید پائی گئی ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ (۱۲ ؏) پچاس قرص ایک روپیہ (؏)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرصِ خاص

جریان کے مرض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ اکثر مریض آخر اسے لاعلاج سمجھکر اپنی زندگی سے مایوس ہوجاتے ہیں۔ جو اصحاب اس مرض کا شکار ہوں یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں مبتلا ہوں۔ تو انہیں ہمارے دواخانہ کی خاص مجرب دوا قرصِ خاص ایک مرتبہ ضرور استعمال کرنی چاہیئے۔ یہ دوا ہر قسم کے جریان میں لاجواب ثابت ہوئی ہے۔ اس کے استعمال سے پرانے سے پرانا جریان، رقت، سرعت، ذکاوت حس اور کثرت احتلام کی شکایت دور ہوجاتی ہے ؛

قیمت پچاس قرص دو (۲) روپیہ

اکسیرِ سیلان

سیلان الرحم یون یا لیکوریا کی شکایت آجکل ہندوستانی عورتوں میں بکثرت پھیل رہی ہے، لیکن وہ بیچاری بوجہ شرم وحیا اس کا اظہار نہیں کرتیں۔ اور آخر اپنی قیمتی صحت، حقیقی حسن اور نکھار کو برباد کر لیتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس کا خمیازہ معصوم اور بیگناہ اولاد کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے، کہ مرد اپنی دوسری ذمہ واریوں کے علاوہ ایسے امور سے بھی غافل اور بے پرواہ نہ رہیں۔ اور جن عورتوں کی صحت سیلان الرحم کی وجہ سے برباد ہو رہی ہو، انہیں فوراً اس دواخانہ کی خاص مجرب دوا

"اکسیر سیلان"

پھر اسی چشمۂ فیض دواخانہ نور الدینؓ قادیان سے منگوا کر استعمال کروائیں۔ یہ بے خطا دوا رحم کو قوت دیتی، سفید رطوبت کے آنے کو بند کرتی اور سیلان الرحم کی تکلیف سے بالکل نجات دے کر نئی زندگی عطا کرتی ہے

قیمت فی شیشی بیس (۲۰) خوراک تین روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق اٹھرا

دنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ:۔ مرض اٹھرا میں رحم بہت کمزور ہوجاتا ہے اور بچہ کو سنبھال نہیں سکتا عموماً تیسرے، چوتھے مہینہ حمل گرجاتا ہے۔ اگر بچہ پورے دنوں میں پیدا ہو بھی جائے تو بڑی عمر نہیں پاتا۔ اور اکثر ان بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ سبز پیلے دست، قے، ہچکی، سوکھا، بدن پر پھوڑے پھنسیاں چھالے سُرخ دھبے وغیرہ۔ "تریاق اٹھرا" اس مرض کی نہایت مجرب اور بے خطا دوا ہے۔ پس اگر خدانخواستہ آپ کے گھر والے اس مرض میں مبتلا ہیں تو آج ہی حضرت حکیم الامت سیدنا نورالدینؓ کی مجرب دوا تریاق اٹھرا دواخانہ نورالدینؓ سے طلب کریں۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین، خوبصورت، توانا اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ چھ ماشہ منگوانے کی صورت میں فی تولہ ایک روپیہ۔

رفیق نسواں

رفیق نسواں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے دواخانہ نورالدینؓ کی نہایت کامیاب دوا ہے۔ اس کے استعمال سے ایام حیض کی خرابیاں دُور ہوجاتی ہیں۔ اگر حیض کی بے قاعدگی، بندش یا کمی ہے۔ یا حیض کا خون تکلیف سے رُک رُک کر آتا ہے۔ ناف کے نیچے اُبھار ہے۔ دبانے سے دُکھن محسوس ہوتی ہے۔ کمر اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے۔ جی متلاتا ہے، یا ہاتھ پاؤں اور سر میں جلن ہے، کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ تو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں، کہ آپ کو رفیق نسواں کا استعمال جلد سے جلد شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان تکالیف کو دُور کر کے آپ میں قوت و توانائی اور از سرِ نو صحتِ تازہ پیدا کر دے گی۔

قیمت یک صد قرص تین روپیہ بارہ آنہ (۱۲/۳)

〃 پچاس قرص دو روپیہ (عـ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عنبرین

اس قابلِ قدر معجون کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب، جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کرتا ہے۔ اس سے دل و دماغ معدہ جگر اور گردوں کو قوت پہونچتی ہے اور پٹھوں میں طاقت آتی ہے۔ جسم کی پژمردگی، درماندگی، نقاہت، ناتوانی اور کمزوری دُور ہوجاتی ہے قوتِ مردمی بڑھتی ہے۔ اور آپ نوجوان بنکر زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔

آپ کو اپنی حفاظت اور بیماریوں کے مقابلہ کی قوت حاصل کرنے کے لئے بھی اس دیرپا اور مستقل اثر رکھنے والے معجون کی ضرورت ہے۔

مشک، عنبر، زعفران اور قیمتی جواہرات اس کے خاص اجزا ہیں:

قیمت پانچ تولہ ساڑھے چار روپیہ

معجون ملیّن اور نورسالٹ

قبض ایک عالمگیر بیماری ہے۔ جس کی وجہ سے خراب زہریلے اور متعفن مادے جسم میں جذب ہوکر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ معجونِ ملیّن کا استعمال قبض کا بہترین علاج ہے۔ یہ قطعی بے ضرر معجون دست نہیں لاتا۔ جس سے کمزوری پیدا ہو۔ بلکہ بغیر مروڑ اور بے چینی کے بندھی ہوئی اجابت کھل کر ہوجاتی ہے۔

قبض ہی کے لئے دواخانہ کی دوسری مجرب دوا نورسالٹ ہے۔ نورسالٹ صرف قبض ہی کا علاج نہیں بلکہ معدہ کی خرابی اور زائد رطوبت کو دُور کرنے، پیٹ کے بڑھنے کو روکنے اور آنتوں کو مضبوط کرنے اور جوڑوں کے درد کے لئے بھی اس کا استعمال بہت مفید ہے۔

قیمت معجون ملیّن پانچ تولہ بارہ آنہ ؛ نورسالٹ دس تولہ کی شیشی جو چار ماہ کیلئے کافی ہے۔ ڈیڑھ روپیہ۔ پانچ تولہ چودہ آنہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرص جواہر

طاقت کی بے نظیر دوا۔ یہ دوا اعصاب کو طاقت دیتی، دماغ کو تقویت پہونچاتی، دل کو مضبوط کرتی اور باہ کو حد درجہ بڑھاتی ہے۔ اس کا چند روزہ استعمال ہر طرح کی کمزوری دور کرکے نئی قوت اور توانائی پیدا کرتا اور جسم کی زائل شدہ طاقتوں کو بحال کرتا ہے۔ اس کا اثر مستقل اور دیرپا ہے مردانہ قوت کو بڑھانے میں اس کے نتائج بہت ہی شاندار ثابت ہوئے ہیں ؎

قیمت یکصد قرص چار روپیہ چودہ آنہ (للعہ)

نور منجن

اگر آپ کے مسوڑھوں سے خون یا پیپ بہتی ہے، مسوڑھے پھولتے یا درد کرتے ہیں۔ منہ سے بدبو آتی ہے، دانت میلے رہتے ہیں، دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے، پانی پینے سے ٹیس سی لگتی ہے تو آپ کو نور منجن کا استعمال فوراً شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بے مثال منجن دانتوں کی آب قائم رکھتے ہوئے انہیں موتیوں کی طرح صاف چمکدار اور خوشنما ہی نہیں بناتا، بلکہ مونہہ کی بدبو دور کرکے ان خطرناک جراثیم کو بھی ہلاک کرتا ہے، جو دانتوں کی بیماریوں کا موجب ہوتے ہیں۔ اور مسوڑھوں کے نازک پٹھوں کو طاقت دے کر انہیں اس قابل بناتا ہے، کہ خون سے اپنی غذائیت حاصل کرسکیں۔

نور منجن کا ذائقہ خوشگوار ہے۔ اور جسم کو بڑھانے کے لئے اس میں چاک وغیرہ کی قسم کی کوئی چیز شامل نہیں کی گئی۔ اس کا روزانہ استعمال دانتوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے

قیمت ایک اونس کی شیشی تین آنہ (۳ر)

نصف درجن ایک روپیہ

پائیوریا کے لئے ہماری مجرب دوا اکسیر پائیوریا استعمال کریں ؎

قیمت شیشی کلاں ایک روپیہ ؎ شیشی خورد دس (۱۰) آنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُرمہ مبارک

شہنشاہِ طب کی بیاضِ خاص کا تحفہ

یہ سُرمہ ککروں کو زائل کرتا ہے۔ ان کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب یا زخم آگیا ہو۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ آنکھوں میں خارش اور کھجلی ہو توان حالتوں میں "سُرمۂ مبارك" کا استعمال بہت مفید ہے۔ یہ سرمہ آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے۔ اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سرمہ کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ یہ حضرت حکیم الامت کے اپنے نادر قیمتی اور نہ گھسنے والے کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔

قیمت ایک تولہ اڑھائی روپیہ۔ چھ ماشہ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ تین ماشہ بارہ آنہ صرف

مرہم نور

یہ عجیب و غریب مرہم ہر قسم کے گھاؤ، دُنبل، پھوڑے، پھنسیوں اور زخموں کو گلنے سڑنے سے بچا کر تمام زہریلے اور فاسد مادوں کو ان کی جڑوں سے کھینچ نکالتا ہے بگڑے ہوئے اور گندے سے گندے زخم اس کے استعمال سے اچھے ہوجاتے ہیں۔ اس کا ایک ہی پھایا اپنے حیرت انگیز اثرات دکھا دیتا ہے۔ اس مرہم کو استعمال کرنے کے بعد یقیناً آپ کسی دوسری مرہم کی تلاش نہیں کرینگے۔ ایسی بہترین مرہم کا ہر گھر میں موجود رہنا نہایت ضروری ہے ؛

قیمت بڑی ڈبیہ ایک روپیہ بارہ آنہ۔ چھوٹی ڈبیہ ایک روپیہ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سخت امراض کی فہرست

کیا آپ خدانخواستہ ان میں سے کسی مرض میں

مبتلا ہیں؟

آنکھوں کی بیماریاں
بچوں کی بیماریاں
امراضِ جگر و معدہ
پیچش
ذیابطیس
نزلہ

بالوں کی بیماریاں
کمزوری دماغ
کمزوری اعضاء ہضم
ضعفِ قلب
ضعفِ ہاضمہ
ضعفِ جگر

اٹھرا

دمہ
یرقان

حمل اسقاط
خرابی ایام
سیلان الرحم
امراضِ خون
ضعفِ باہ
دق و سل

گنٹھ مالا
تلی
پائیوریا
زچہ کا بخار
گنٹھیا
جنون

اگر ایسا ہے

تو اپنے مرض کے مفصل حالات لکھکر بھیجئے۔ ہر قسم کی خط و کتابت کیلئے صرف یہ پتہ یاد رکھیں:-

دواخانہ نور الدین قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

صرف پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

- براہین احمدیہ مکمل
- سرمہ چشم آریہ
- آئینہ کمالاتِ اسلام۔
- شہادت القرآن۔ نور القرآن۔
- انجامِ آتھم۔
- چشمہ معرفت
- مسیح ہندوستان میں۔
- تریاق القلوب
- تحفہ گولڑویہ
- اربعین ہر چہار حصّہ
- نسیم دعوت
- تذکرۃ الشہادتین
- حقیقۃ الوحی
- لجۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

تفسیر سروری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی

جماعت احمدیہ کے مفسرِ قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اردو) میں چھپتی رہی ہے اور جس میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے، اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے مگر درحقیقت اسمیں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اسکے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اسکے کُل دو ہزار صفحے ہیں پہلے اسکی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔ مجلد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو (اردو) قادیان